دیباچۂ طبع اوّل

اللہ تعالیٰ کا ہزاراں ہزار شکر ہے کہ "معارف القرآن" کی جلد اول جس میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی تفسیر ہے مکمل شائع ہو چکی ہے، اور بحمداللہ توقع سے زائد مقبولیت کے آثار محسوس کئے گئے ہیں، اب اللہ تعالیٰ کے نام پر یہ جلد دوم طبع کی جارہی ہے، جس میں سورۂ آلِ عمران اور سورۂ نساء کی مکمل تفسیر ہے، تفسیر کی خصوصیات وہی ہیں جن کا ذکر پہلی جلد کے شروع میں کیا گیا ہے، البتہ جلد دوم میں بعض نئی چیزوں[1] کا التزام کیا گیا ہے جو انشاء اللہ فائدے کے لحاظ سے بہت اہم ثابت ہوگا۔

ایک تو یہ کہ زیر متن ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ کا پورا لے لیا گیا ہے، جو دراصل شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ ہے۔

دوسرے یہ کہ "خلاصۂ تفسیر" میں اس کا التزام کیا گیا ہے کہ حضرت حکیم الامت تھانوی رح کی تفسیر "بیان القرآن" میں جو شروع میں خلاصۂ تفسیر مختصر انداز میں پیش کیا گیا ہے اس کو پورا کا پورا لے لیا گیا ہے، البتہ اس خلاصہ میں جو جو مشکل الفاظ تھے اُن کی تشریح اپنی عبارت میں کر دی گئی ہے۔

تیسرے یہ کہ اس خلاصۂ تفسیر میں حضرتؒ نے یہ التزام کیا ہے کہ ترجمۂ قرآن کے ساتھ ہی کچھ الفاظ تفسیر کے بڑھا کر مختصر جامع تفسیر اس طرح لکھی ہے کہ اصل ترجمہ کے اوپر خط کھینچکر ممتاز کر دیا ہے، اور تفسیری نوٹ کو بغیر خط کے بین القوسین لکھا ہے۔

اس طرح سے اس خلاصۂ تفسیر میں پورا ترجمہ حضرت حکیم الامتؒ کا بھی آگیا، اور ضروری تفسیر بھی، اس التزام کے ساتھ ناظرین "معارف القرآن" کے لئے دو مستند ترجمے مستقل سامنے آجائیں گے، ایک زیر متن ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ کا، دوسرا خلاصۂ تفسیر کے ضمن میں حضرت حکیم الامۃ قدس سرہٗ کا باقی خصوصیات تفسیر وہی ہیں جو پہلی جلد میں ملحوظ رہی ہیں، واللہ المستعان وعلیہ التکلان

بندہ محمد شفیع
دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴
شعبان ۱۳۸۹ھ

[1] دوسرے ایڈیشن میں جلد اوّل کو بھی ان امور کے مطابق کیا گیا ہے، اس لئے یہ جلد دوم کی خصوصیات نہیں رہیں۔ اب معارف القرآن کی تمام جلدوں کا ایک ہی طرز ہے۔ (مصحح)

فہرست مضامین معارف القرآن جلد دوم (سورۂ آلِ عمران و نسآء)

مضامین	صفحہ
آیات الٓمّٓ سے ھو العزیز الحکیم تک ترجمہ و ربط آیات	۱۳
ان آیات کا خلاصۂ تفسیر	۱۴
ان آیات کے معارف و مسائل	۱۶
توحید کی طرف دعوت تمام انبیاءؑ کا وظیفہ رہا ہے	•
آیت ھو الذی انزل سے اولوا الالباب تک ترجمہ و ربط آیات	۱۸
خلاصۂ تفسیر	۱۹
اس آیت کے متعلق معارف و مسائل	۲۰
آیات ربنا لا تزغ قلوبنا سے لا یخلف المیعاد تک، خلاصۂ تفسیر	۲۲
ان آیات کے متعلق معارف و مسائل	۲۳
آیات ان الذین سے وبئس المہاد تک	•
خلاصۂ تفسیر اور معارف و مسائل	۲۴
آیت قد کان لکم آیۃ سے لاولی الابصار تک	•
خلاصۂ تفسیر اور معارف و مسائل	۲۵
آیات زین للناس سے والمستغفرین	۲۶
بالاسحار تک خلاصۂ تفسیر	۲۷
معارف و مسائل	۲۸
دنیا کی محبت فطری ہے مگر اس میں غلو مہلک ہے	•
آیات شہد اللہ سے سریع الحساب تک خلاصۂ تفسیر	۳۳
ان آیات کے متعلق معارف و مسائل	۳۵
آیت شہد اللہ الخ کے فضائل	•
دین اور اسلام کے الفاظ کی تشریح	۳۶
اس زمانہ میں نجات اسلام میں منحصر ہے	۳۸
غیر مسلم کے اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ بھی مقبول نہیں	•

مضامین	صفحہ
آیت فان حاجوک سے بصیر بالعباد تک خلاصۂ تفسیر	۳۹
آیات ان الذین یکفرون سے من نٰصرین تک خلاصۂ تفسیر	۴۰
آیات الم تر الی الذین سے لا یظلمون تک خلاصۂ تفسیر	۴۱
آیات قل اللّٰھم سے بغیر حساب تک خلاصۂ تفسیر	۴۲
معارف و مسائل	۴۳
اس آیت کا شان نزول اور غزوہ خندق کا واقعہ	•
جو چیزیں عادۃً بُری سمجھی جاتی ہیں انجام کے اعتبار سے وہ بھی بُری نہیں	۴۵
اس آیت کی مخصوص فضیلت	۴۷
آیات لا یتخذ المؤمنون سے رؤف بالعباد تک خلاصۂ تفسیر	۴۸
ان آیات کے متعلق معارف و مسائل	۴۹
کفار کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات کیسے ہونے چاہئیں؟	۵۰
آیات قل ان کنتم تحبون اللہ سے	۵۳
لا یحب الکٰفرین تک خلاصۂ تفسیر اور معارف و مسائل	۵۴
آیات ان اللہ اصطفیٰ آدم سے سمیع علیم تک ترجمہ و خلاصۂ تفسیر	۵۵
انبیائے سابقینؑ کا تذکرہ برائے تسلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	•
آیات اذ قالت امرأت عمران سے من الشیطٰن الرجیم تک خلاصۂ تفسیر	۵۶
ان آیات کے متعلق معارف و مسائل	۵۷
آیت فتقبلہا ربہا سے بغیر حساب تک خلاصۂ تفسیر	۵۸

مضامین	صفحہ
آیات ھنالک دعا زکریا ربہ سے سمیع الدعاء تک خلاصۂ تفسیر اور معارف و مسائل	۵۹
آیت فنادتہ الملٰئکۃ سے من الصّٰلحین تک خلاصۂ تفسیر اور معارف و مسائل	۶۱
آیات قال رب سے والابکار تک	۶۲
خلاصۂ تفسیر اور معارف و مسائل	۶۳
حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا اور اس کی حکمت	•
آیات واذ قالت الملٰئکۃ سے مع	•
الرّٰکعین تک خلاصۂ تفسیر اور معارف و مسائل	۶۴
آیت ذٰلک من انباء الغیب سے یختصمون	•
تک خلاصۂ تفسیر اور معارف و مسائل	۶۵
آیات اذ قالت الملٰئکۃ سے من الصّٰلحین تک	۶۶
خلاصۂ تفسیر اور معارف و مسائل	•
نزول عیسیٰ علیہ السلام کی ایک دلیل	•
آیت قالت رب انّٰی یکون لی ولد سے کن فیکون تک خلاصۂ تفسیر	۶۷
آیات ویعلمہ الکتٰب والحکمۃ سے صراط مستقیم تک خلاصۂ تفسیر اور معارف و مسائل	۶۸
آیات فلما احس عیسیٰ سے مع الشّٰھدین تک خلاصۂ تفسیر اور معارف و مسائل	۷۰
خاتمہ بحث	۷۱
آیات ومکروا ومکر اللہ سے فیہ تختلفون تک خلاصۂ تفسیر	۷۲
ان آیات کے اہم الفاظ کی تشریح	•
آیت مذکورہ میں حضرت عیسیٰؑ سے اللہ تعالیٰ کے پانچ وعدے	۷۶
اسرائیل کی موجودہ حکومت سے اس پر کوئی شبہ نہیں ہو سکتا	۷۷
مسئلہ حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام	۷۸

مضامین	صفحہ
آیت فاما الذین کفروا سے والذکر الحکیم تک خلاصۂ تفسیر معارف و مسائل مصائب دنیا کفار کے لئے کفارہ نہیں ہوتے، مؤمن کے لئے کفارہ ہو کر مفید ہوتے ہیں	۸۲
آیات ان مثل عیسیٰ سے بالمفسدین	۸۳
تک خلاصۂ تفسیر اور معارف و مسائل	۸۴
قیاس کی حجیت	•
مباہلہ کی تعریف	۸۵
واقعۂ مباہلہ اور ردّ روافض	•
آیات قل یا اھل الکتٰب سے مسلمون تک خلاصۂ تفسیر اور معارف و مسائل	۸۷
تبلیغ و دعوت کے اہم اصول	•
آیات یا اھل الکتٰب لم تحاجون سے ولی المؤمنین تک خلاصۂ تفسیر	۸۸
آیات ودّت طائفۃ سے وانتم تعلمون	۸۹
تک خلاصۂ تفسیر اور معارف و مسائل	۹۰
آیت وقالت طائفۃ سے ذو الفضل العظیم تک خلاصۂ تفسیر	•
آیت ومن اھل الکتٰب سے وھم یعلمون تک خلاصۂ تفسیر	۹۲
معارف و مسائل	۹۳
کسی غیر مسلم کے اچھے افعال کی مدح کرنا درست ہے	•
آیات بلیٰ من اوفیٰ سے عذاب الیم	•
تک خلاصۂ تفسیر اور معارف و مسائل	۹۴
عہد کی تعریف اور اس کے خلاف کرنے والے پر چند وعیدیں	•
آیات وان منھم سے مسلمون تک	۹۵
خلاصۂ تفسیر اور معارف و مسائل	۹۶
عصمت انبیاءؑ کی ایک دلیل	•
آیات واذ اخذ اللہ سے لہٗ مسلمون	۹۷
تک خلاصۂ تفسیر اور معارف و مسائل	۹۹
اللہ تعالیٰ کے تین عہد	•

مضامین	صفحہ
میثاق سے کیا مراد ہے؟ اور یہ کہاں ہوا؟	۹۹
تمام انبیاءؑ سے ایمان کے مطالبے کا فائدہ	۱۰۰
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت عامہ	•
آیت ومن یبتغ الخ خلاصۂ تفسیر	۱۰۱
معارف و مسائل	۱۰۲
اسلام کی تعریف اور اس کا مدار نجات ہونا	•
آیات کیف یھدی اللہ سے من نٰصرین تک خلاصۂ تفسیر	۱۰۳
ان آیات کے معارف و مسائل	۱۰۵
ایک شبہ کا ازالہ	•
آیت لن تنالوا البر الخ، ربط آیات مع تشریح الفاظ	۱۰۶
آیت مذکورہ کا خلاصۂ تفسیر اور معارف و مسائل	۱۰۷
آیت مذکورہ اور صحابہ کرامؓ کا جذبۂ عمل	•
اس آیت میں لفظ بر تمام صدقات واجبہ اور نفلیہ کو شامل ہے	۱۰۸
صدقہ کرنے میں اعتدال چاہئے	۱۰۹
مال محبوب سے کیا مراد ہے؟	۱۱۰
فالتو سامان اور حاجت سے زائد	•
چیزیں اللہ کی راہ میں خرچ کرنا بھی ثواب سے خالی نہیں	•
آیات کل الطعام سے من المشرکین تک خلاصۂ تفسیر	۱۱۱
ان آیات کے متعلق فوائد و معارف	۱۱۲
آیت ان اول بیت الخ کا خلاصۂ تفسیر اور معارف و مسائل	۱۱۳
فضائل بیت اللہ مع تاریخ تعمیر	•
بیت اللہ کی برکات	۱۱۶
آیت فیہ اٰیٰت بیّنٰت کا خلاصۂ تفسیر اور معارف و مسائل	۱۱۸
بیت اللہ کی تین خصوصیات	•
مقام ابراہیم	۱۲۰
داخل بیت اللہ کا مامون ہونا	•

مضامین	صفحہ
حج بیت اللہ کا فرض ہونا	۱۲۲
آیات قل یا اھل الکتٰب سے الیٰ صراط مستقیم تک خلاصۂ تفسیر	۱۲۳
آیات یا ایھا الذین اٰمنوا سے لعلکم تھتدون تک خلاصۂ تفسیر	۱۲۵
مسلمانوں کی اجتماعی قوت کے دو اصول	۱۲۶
تقویٰ اور باہمی اتفاق	•
حق تقویٰ کیا ہے؟	۱۲۷
مسلمانوں کی اجتماعی قوت کا دوسرا اصول باہمی اتفاق	۱۲۸
پوری مسلم قوم کا اتفاق صرف اسلام ہی کی بنیاد پر ہو سکتا ہے، نسبی اور وطنی وحدتیں یہ کام نہیں کر سکتیں	۱۳۱
مسلمانوں کا باہمی اتحاد اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر موقوف ہے۔	۱۳۳
آیات ولتکن منکم امۃ سے عظیم تک خلاصۂ تفسیر اور معارف و مسائل	۱۳۵
مسلمانوں کی قومی اور اجتماعی فلاح دو چیزوں پر موقوف ہے	۱۳۶
اجتہادی اختلاف میں کوئی جانب منکر نہیں ہوتی، اس پر نکیر جائز نہیں	۱۴۳
ضروری تنبیہ	۱۴۵
آیات یوم تبیض وجوہ سے الامور تک خلاصۂ تفسیر اور معارف و مسائل	•
چہرے کی سیاہی اور سفیدی سے کیا مراد ہے؟	۱۴۶
سیاہ چہرے والے اور سفید چہرے والے کون لوگ ہیں؟	•
چند اہم فوائد	۱۴۷
آدمی سزا اپنے ہی گناہوں کی پاتا ہے	۱۴۸
آیت کنتم خیر امۃ الخ کا خلاصۂ تفسیر اور	•
معارف و مسائل	۱۴۹
امت محمدیہ کا خیر الامم ہونا اور اس کی چند وجوہ	•

مضامین	صفحہ
آیت لن یضروکم الّا اذیً کا خلاصۂ تفسیر اور	۱۵۰
معارف و مسائل	۱۵۱
آیت ضربت علیہم الذّلۃ الخ کا خلاصۂ تفسیر اور معارف و مسائل	•
یہود پر ذلّت و غضب کا مطلب موجودہ اسرائیلی حکومت سے شبہ اور جواب	۱۵۲
آیات لیسوا سواءً سے یظلمون تک خلاصۂ تفسیر	۱۵۳
آیات یا ایہا الذین سے محیطٌ تک خلاصۂ تفسیر	۱۵۴
ان آیات کے متعلق معارف و مسائل	۱۵۶
مسلمانوں کی فتح و کامیابی اور تمام مشکلات میں آسانی کا راز صبر اور تقویٰ کی دو صفتوں میں منحصر ہے	۱۶۱
آیات واذ غدوت سے تشکرون تک	۱۶۱
خلاصۂ تفسیر	۱۶۲
ان آیات کے معارف و مسائل اور غزوۂ اُحد کا پس منظر	۱۶۳
نبی علیہ السلام کی جنگی ترتیب غیروں کی نظر میں	۱۶۴
جنگ کا آغاز	۱۶۵
اُحد کے واقعہ سے چند سبق	•
بدر کی اہمیت اور اس کا محلِ وقوع	۱۷۰
آیات اذ تقول للمؤمنین سے غفور رحیم تک خلاصۂ تفسیر	۱۷۱
ان آیات کے متعلق معارف و مسائل	۱۷۳
فرشتوں کی امداد بھیجنے کی حکمت اور اصل مقصد اور تعدادِ ملائکہ میں مختلف عددیاں کرنے کی حکمت	•
غزوۂ اُحد میں حضورؐ کی کفار کے لئے بددعا پر صبر و تحمل کی تعلیم	۱۷۵
آیات یا ایہا الذین اٰمنوا سے للکافرین	•
تک، خلاصۂ تفسیر اور معارف و مسائل	۱۷۶
آیات واطیعوا اللہ سے للمتقین تک	•
خلاصۂ تفسیر و معارف و مسائل	۱۷۷

مضامین	صفحہ
رسولؐ کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ سے الگ کر کے بیان کرنے کی حکمت	۱۷۷
آیات الذین ینفقون سے للمتقین تک	۱۸۳
خلاصۂ تفسیر	۱۸۴
ان آیات کے متعلق معارف و مسائل	۱۸۵
انفاق فی سبیل اللہ کے لئے ضروری نہیں کہ مال ہی خرچ کیا جائے	۱۸۸
تنگی اور فراخی کے ذکر میں ایک اور حکمت	•
آیات ولا تہنوا سے تنظرون تک	۱۹۱
خلاصۂ تفسیر اور معارف و مسائل	۱۹۳
آیات وما محمدٌ سے الشاکرین تک خلاصۂ تفسیر	۱۹۵
ان آیات کے متعلق معارف و مسائل	۱۹۶
آیات وکاین من نبی سے المحسنین تک	۱۹۹
خلاصۂ تفسیر اور معارف و مسائل	۲۰۰
کسی نیک عمل پر ناز نہیں کرنا چاہئے بلکہ ہر حال میں اللہ سے مغفرت اور عمل پر قائم رہنے کی دُعا کرتے رہنا چاہئے	۲۰۱
آیات یا ایہا الذین اٰمنوا سے الناصرین تک خلاصۂ تفسیر	۲۰۲
آیات سنلقی فی قلوب الذین سے علی المؤمنین تک خلاصۂ تفسیر	۲۰۳
ان آیات کے متعلق معارف و مسائل	۲۰۵
اللہ تعالیٰ کے نزدیک صحابۂ کرامؓ کا مقام بلند اور اس کی رعایتیں	•
بعض صحابۂ کرامؓ کے ارادۂ دنیا کا مطلب	•
آیات اذ تصعدون سے غفورٌ حلیم تک	۲۰۶
ربطِ آیات، خلاصۂ تفسیر	۲۰۷
ان آیات کے متعلق معارف و مسائل	۲۰۹
اُحد کے مصائب سزا نہیں بلکہ آزمائش تھے اور جو لغزش بعض صحابۂ کرامؓ سے ہوئی وہ معاف کر دی گئی	•
واقعۂ اُحد میں مسلمانوں پر مصائب کے اسباب کیا تھے؟	۲۱۰
ایک گناہ دوسرے گناہ کا سبب ہو جاتا ہے	•
اللہ تعالیٰ کے نزدیک صحابۂ کرامؓ کا مقام بلند اور …	•

مضامین	صفحہ
ان کی خطاؤں پر عفو و درگذر کا بے مثال معاملہ	۲۱۰
صحابۂ کرامؓ کے متعلق عام مسلمانوں کے لئے ایک سبق	۲۱۲
آیات یا ایہا الذین اٰمنوا سے تحشرون	۲۱۳
تک ربطِ آیات و خلاصۂ تفسیر	۲۱۴
آیت فبما رحمۃ من اللہ الخ	•
ربطِ آیات و خلاصۂ تفسیر	۲۱۵
آیتِ مذکورہ کے متعلق معارف و مسائل	۲۱۶
مرشد و مربی کی خاص صفات	•
لفظ امر اور شوریٰ کی تحقیق	۲۱۸
مشورہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟	۲۱۹
رسول کریمؐ کو صحابۂ کرامؓ سے مشورہ لینے کا درجہ	۲۲۱
حکومتِ اسلامی میں مشورہ کا درجہ کیا ہے؟	۲۲۲
مشورہ میں اختلافِ رائے ہو جائے تو فیصلہ کی کیا صورت ہوگی	۲۲۵
ایک اشکال اور اس کا جواب	۲۲۶
ہر کام میں مکمل تدبیر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا	•
آیات ان ینصرکم اللہ سے المحسنین تک	۲۲۷
خلاصۂ تفسیر	۲۲۹
ان آیات کے متعلق معارف و مسائل	۲۳۲
مالِ غنیمت سے چوری گناہِ عظیم ہے	•
کسی نبی سے ایسے گناہ کا احتمال نہیں	•
اموالِ اوقاف اور سرکاری خزانے میں بحکم غلول ہے	۲۳۳
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باوجود پوری انسانیت پر سب سے بڑا احسان ہے	۲۳۴
واقعۂ اُحد میں مسلمانوں کو عارضی شکست اور زخم و قتل کے مصائب پیش آنے کے بعض اسباب اور حکمتیں	۲۳۵
اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کے خاص فضائل و درجات	۲۳۶
آیات الذین استجابوا سے مؤمنین تک	۲۳۸

مضامین	صفحہ
خلاصۂ تفسیر اور معارف و مسائل	۲۳۹
ربطِ آیات اور شانِ نزول	•
کسی کام کیلئے صرف جد و جہد اور جاں نثاری کافی نہیں جب تک اخلاص نہ ہو	۲۴۱
حکمِ رسولؐ در حقیقت حکمِ خدا ہے	•
احسان کی تعریف	•
تقویٰ کی تعریف	•
خوفِ خدا سے کیا مراد ہے؟	۲۴۴
آیات ولا یحزنک الذین سے مہین تک	•
خلاصۂ تفسیر	۲۴۵
ان آیات کے متعلق معارف و مسائل	۲۴۶
کفار کی دنیوی عیش و عشرت بھی درحقیقت عذاب ہی کی تکمیل ہے	•
آیت ما کان اللہ الخ کا خلاصۂ تفسیر	۲۴۷
اور معارف و مسائل	۲۴۸
مؤمن و منافق میں امتیاز وحی کے بجائے عملی طور پر کرنے کی حکمت	•
امورِ غیب پر کسی کو مطلع کر دیا جائے تو وہ علمِ غیب نہیں	•
آیات ولا یحسبن الذین سے الامور تک	۲۴۹
ربطِ آیات و خلاصۂ تفسیر	۲۵۰
ان آیات کے متعلق معارف و مسائل	۲۵۲
بخل کی تعریف اور اس پر سزا کی تفصیل	•
کفر و معصیت پر دل سے راضی ہونا بھی ایسا ہی عظیم گناہ ہے	۲۵۳
فکرِ آخرت سارے غموں کا علاج اور شبہات کا جواب ہے	۲۵۵
اہلِ حق کو اہلِ باطل سے ایذائیں پہنچنا ایک لازمی امر ہے، اور اس کا علاج صبر و تقویٰ ہے	•
آیات واذ اخذ اللہ سے شیٔ قدیر تک	۲۵۶
خلاصۂ تفسیر و معارف و مسائل	۲۵۷
علمِ دین کو چھپانا حرام اور بغیر عمل کے اس پر مدح و تعریف کا انتظار و اہتمام مذموم ہے	•

مضامین	صفحہ
آیات ان فی خلق السمٰوٰت سے المیعاد تک	۲۵۸
خلاصۂ تفسیر	۲۵۹
معارف و مسائل، آیت کا شانِ نزول	۲۶۱
خلق السمٰوٰت والارض سے کیا مراد ہے؟	۲۶۲
اختلافِ لیل و نہار کی مختلف صورتیں	•
لفظ آیات کی تحقیق	•
عقل والے صرف وہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں، اور ہر حال میں اس کا ذکر کرتے ہیں	۲۶۳
آیات فاستجاب لہم سے الحساب تک	۲۷۰
خلاصۂ تفسیر	۲۷۱
معارف و مسائل	۲۷۳
ہجرت اور شہادت سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں، مگر قرض وغیرہ حقوق العباد کی معافی کا وعدہ نہیں	•
آیت یا ایہا الذین اٰمنوا اصبروا الآیۃ کا	•
خلاصۂ تفسیر اور معارف و مسائل	•
رباط یعنی اسلامی سرحد کی حفاظت کا اہتمام	۲۷۴
نماز با جماعت کی پابندی ایک نماز کے بعد دوسری کے انتظار میں رہنا بھی رباط فی سبیل اللہ ہے	۲۷۶
اس آیت کے متعلق ایک فائدہ	•
سُورَۃ نِسَآء	۲۷۷
آیات یا ایہا الناس اتقوا سے حوبًا کبیرًا تک کا ترجمہ و ربطِ آیات	•
خلاصۂ تفسیر	۲۷۹
معارف و مسائل	۲۸۰
صلہ رحمی کے معنی اور اس کے فضائل	•
یتیموں کے حقوق اور ان کے اموال کی حفاظت	۲۸۲
آیت وان خفتم سے الا تعولوا، خلاصۂ تفسیر	۲۸۳
معارف و مسائل	۲۸۵
یتیم لڑکیوں کی حق تلفی کا انسداد	•
نکاح نابالغ کا مسئلہ	۲۸۶

مضامین	صفحہ
قرآن میں تعددِ ازواج اور اسلام سے پہلے اقوامِ عالم میں اس کا رواج	۲۸۶
اسلام نے تعددِ ازواج پر ضروری پابندی لگائی اور عدل و مساوات کا قانون جاری کیا	۲۸۷
رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تعددِ نکاح	۲۸۹
اگر متعدد بیویوں میں مساوات و عدل پر قدرت نہ ہو تو صرف ایک بیوی پر اکتفا کیا جائے	۲۹۳
اس سلسلہ میں ایک شبہ اور اس کا جواب	۲۹۵
آیت وآتوا النساء تا مریئًا کا خلاصۂ تفسیر اور معارف و مسائل	۲۹۷
آیات ولا تؤتوا السفہاء تا حسیبًا کا ترجمہ، ربطِ آیات اور خلاصۂ تفسیر	۳۰۰
معارف و مسائل	۳۰۲
مال سرمایۂ زندگی ہے اور اس کی حفاظت ضروری ہے	•
عورتوں، بچوں اور کم عقلوں کو اموال سپرد نہ کئے جائیں	•
نابالغوں کی سمجھ اور صلاحیت جانچنے کا حکم	۳۰۴
بلوغ کی عمر	•
ہوشیاری کیونکر معلوم ہوگی؟ اس سلسلہ میں آنستم منہم رشدًا کی تشریح	۳۰۵
یتیموں کا مال بیجا خرچ کرنے کی ممانعت	•
یتیم کا ولی اس کے مال میں سے ضرورۃً کچھ لے سکتا ہے	۳۰۶
مال سپرد کرتے وقت گواہ بنانا	•
اوقاف اور دوسری ملکی و ملّی خدمات کا معاوضہ	•
آیات للرجال نصیبٌ تا سدیدًا	۳۰۷
آیات کا ربط و خلاصۂ تفسیر	۳۰۸
معارف و مسائل	۳۰۹
والدین اور دیگر اقرباء کے اموال میں حقِ میراث	•
استحقاقِ میراث کا ضابطہ	۳۱۰
یتیم پوتے کی وراثت کا مسئلہ	۳۱۱
متوفی کی ملک میں جو کچھ ہو سب میں میراث جاری ہوگی	

مضامین	صفحہ
میراث کے مقررہ حصے اللہ کی جانب سے طے شدہ ہیں	۳۱۲
وراثت ایک جبری ملک ہے اس میں مالک ہونے والے کی رضامندی شرط نہیں	•
محروم الارث رشتہ داروں کی دلداری ضروری ہے	•
اللہ سے ڈرتے ہوئے میراث تقسیم کریں	۳۱۳
یتیم کا مال ظلماً کھانا پیٹ میں انگارے بھرنا ہے	•
آیت یوصیکم اللہ تا حکیما	۳۱۸
خلاصۂ تفسیر	•
معارف و مسائل	۳۲۰
حقوق متقدمہ علی المیراث	•
اولاد کا حصہ	۳۲۱
لڑکیوں کو حصہ دینے کی اہمیت	•
والدین کا حصہ	۳۲۲
آیت ولکم نصف تا او دین	۳۲۳
خلاصۂ تفسیر، ربط آیات	۳۲۵
معارف و مسائل	•
شوہر اور بیوی کا حصہ	•
مسئلہ، بیوی کا مہر بھی دین ہے	۳۲۶
آیت وان کان رجل تا علیم	•
خلاصۂ تفسیر اور معارف و مسائل	۳۲۷
کلالہ کی میراث	•
بہن بھائی کا حصہ	۳۲۸
وصیت کے مسائل	•
غیر مضار کی تفسیر	۳۳۰
مقررہ حصوں کے مطابق تقسیم کرنے کی تاکید	•
آیات تلک حدود اللہ تا مہین	۳۳۱
معارف و مسائل	۳۳۲

مضامین	صفحہ
تکملہ احکام میراث	۳۳۲
مسلمان کافر کا وارث نہیں بن سکتا	•
قاتل کی میراث	۳۳۳
پیٹ میں جو بچہ ہے اس کی میراث	•
معتدہ کی میراث	•
مسئلہ، شوہر کے مرض موت میں خود سے خلع کرنے والی عورت وارث نہیں ہوگی	•
عصبات کی میراث	۳۳۴
مسئلہ، عصبات اگر نہ ہوں تو بچا ہوا مال اصحاب فرائض پر رد کیا جائے گا	•
مسئلہ، ذوی الارحام کو میراث کب پہنچتی ہے	•
آیات والّتی یاتین تا رحیما	•
خلاصۂ تفسیر، ربط آیات	۳۳۵
معارف و مسائل	•
غیر فطری طریقے سے قضاء شہوت کا حکم	۳۳۸
آیات انما التوبۃ تا الیما	۳۴۱
خلاصۂ تفسیر معارف و مسائل	۳۴۲
کیا قصد و اختیار سے کیا ہوا گناہ معاف نہیں ہوتا	•
خلاصہ، گناہ ہر حالت میں جہالت سے ہوتا ہے	۳۴۳
توبہ کی تعریف اور حقیقت	۳۴۵
آیات یا ایہا الذین آمنوا تا غلیظا	۳۴۷
خلاصۂ تفسیر	۳۴۸
معارف و مسائل	۳۵۰
اسلام سے پہلے عورتوں پر ہونے والے مظالم کا انسداد	•
آیات ولا تنکحوا تا رحیما	۳۵۴
آیات والمحصنٰت من النساء تا حکیما	۳۵۵
خلاصۂ تفسیر	•

مضامین	صفحہ
محرمات کی کئی قسمیں	۳۵۶
اوّل محرمات نسبیہ	•
دوم محرمات رضاعیہ	•
سوم محرمات بالمصاہرۃ	•
چہارم وہ عورتیں جو شوہر والیاں ہیں	•
معارف و مسائل	۳۵۷
رضاعت کے سلسلہ کے چند مسائل	۳۵۹
حرمت متعہ	۳۶۶
آیت ومن لم یستطع تا رحیما	۳۶۹
ترجمہ و ربط آیات	•
خلاصۂ تفسیر	۳۷۰
معارف و مسائل	۳۷۱
آیات یرید اللہ تا ضعیفا	۳۷۳
ربط آیات و خلاصۂ تفسیر	۳۷۴
معارف و مسائل	۳۷۵
آیات یا ایہا الذین تا یسیرا	۳۷۶
خلاصۂ تفسیر و معارف و مسائل	۳۷۷
جس طرح باطل طریقے سے غیر کا مال کھانا جائز نہیں خود اپنا مال بھی باطل طریق سے خرچ کرنا جائز نہیں	•
باطل طریقے سے کوئی مال کھانے کی تشریح و تفصیل	۳۷۸
کسب معاش کے ذرائع میں تجارت اور محنت سب سے افضل ہے	۳۷۹
پاکیزہ کمائی کے خاص شرائط	•
دوسرے کا مال حلال ہونے کیلئے تجارت اور تراضی کی دو شرطیں	۳۸۰
شرط تراضی کی حقیقت	•
آیت ان تجتنبوا تا کریما	۳۸۲
خلاصۂ تفسیر	•
معارف و مسائل	۳۸۳
گناہوں کی دو قسمیں	•
اعمال صالحہ صغائر کا کفارہ ہو جاتے ہیں	•

مضامین	صفحہ
کبیرہ گناہ صرف توبہ سے معاف ہوتے ہیں	۳۸۳
گناہ کی دو قسمیں، صغائر و کبائر	۳۸۴
گناہ کبیرہ	۳۸۵
آیات ولا تتمنوا تا شہیدا	۳۸۷
خلاصۂ تفسیر	۳۸۸
معارف و مسائل	۳۸۹
امور اختیاریہ اور غیر اختیاریہ کی تمنا کرنا	•
عقد موالات سے میراث پہنچنے کا حکم	۳۹۳
آیات الرجال قوامون تا خبیرا	•
خلاصۂ تفسیر	۳۹۴
معارف و مسائل	۳۹۵
مردوں کی افضلیت کے بیان کیلئے قرآن حکیم کا عجیب اسلوب	۳۹۷
مرد اور عورت کے مختلف اعمال تقسیم کار کے اصول پر مبنی	•
صالح بیوی	۳۹۸
نافرمان بیوی اور اس کی اصلاح کا طریقہ	۳۹۹
خلاصۂ مضمون	۴۰۱
جھگڑا اگر طول پکڑ جائے تو دونوں طرف سے برادری کے حکم سے صلح کرائی جائے	۴۰۲
حکم کے سلسلہ میں، خلاصہ	۴۰۳
دوسرے نزاعات میں بھی حکم کے ذریعہ مصالحت کرائی جائے	۴۰۵
آیات واعبدوا اللہ تا قرینا	۴۰۶
خلاصۂ تفسیر	۴۰۷
معارف و مسائل	۴۰۹
حقوق کے بیان سے پہلے توحید کا ذکر کیوں؟	•
توحید کے بعد والدین کے حقوق کا ذکر	•

مضامین	صفحہ
قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید	۴۱۱
یتیم اور مسکین کا حق	•
پڑوسی کا حق	•
ہمنشین کا حق	۴۱۲
راہگیر کا حق	•
غلام، باندی اور ملازموں کا حق	۴۱۳
حقوق میں کوتاہی وہی لوگ کرتے ہیں جن کے دلوں میں تکبر ہو	۴۱۴
کبر، بخل، ریا کے متعلق چند احادیث	۴۱۵
آیات وماذا علیہم تا حدیثا	۴۱۸
خلاصۂ تفسیر	•
معارف و مسائل	۴۱۹
آیت یا ایہا الذین آمنوا تا غفورا	۴۲۲
شان نزول	•
خلاصۂ تفسیر	•
شراب کی حرمت کے تدریجی احکام	۴۲۳
تیمم کا حکم ایک انعام ہے جو اس امت کی خصوصیت ہے	۴۲۴
آیات الم تر تا قلیلا	•
خلاصۂ تفسیر	•
ان آیات کے معارف و مسائل اور ربط آیات	۴۲۷
آیت یا ایہا الذین اوتوا الکتب تا مفعولا	•
خلاصۂ تفسیر	•
معارف و مسائل	۴۲۸
آیات ان اللہ لا یغفر تا مبینا	•
خلاصۂ تفسیر	۴۲۹
شرک کی تعریف اور اس کی چند صورتیں	۴۳۰
علم میں شریک ٹھہرانا	•

مضامین	صفحہ
اشراک فی التصرف	۴۳۰
عبادت میں شریک ٹھہرانا	•
اپنی مدح سرائی اور عیوب سے پاک ہونے کا دعویٰ جائز نہیں	•
آیات الم تر تا نصیرا	۴۳۱
خلاصۂ تفسیر	•
الجبت والطاغوت سے کیا مراد ہے	۴۳۲
مذکورہ آیات کا شان نزول	•
نفسانی خواہشات بعض اوقات آدمی کو دین سے محروم کر دیتی ہیں	۴۳۳
اللہ کی لعنت دنیا و آخرت میں رسوائی کا سبب ہے	۴۳۴
اللہ کی لعنت کے مستحق کون لوگ ہیں؟	•
لعنت کے احکام	۴۳۶
لعنت کے متعلق چند مسائل	۴۳۷
آیات ام لہم تا سعیرا	•
خلاصۂ تفسیر	•
معارف و مسائل	۴۳۹
یہودیوں کے حسد کرنے پر شدید مذمت	•
حسد کی تعریف، حکم اور اس کی مضرتوں کا بیان	•
آیات ان الذین کفروا تا ظلیلا	۴۴۰
خلاصۂ تفسیر	•
معارف و مسائل	۴۴۱
ازواج مطہرۃ کی تفسیر	•
آیات ان اللہ یامرکم تا تاویلا	۴۴۲
خلاصۂ تفسیر	۴۴۳
معارف و مسائل	۴۴۴
شان نزول	•
ادائے امانت کی تاکید	۴۴۶
خیانت نفاق کی علامت ہے	•

مضامین	صفحہ
امانت کی قسمیں	۴۴۶
حکومت کے مناصب اللہ کی امانتیں ہیں	″
کسی منصب پر غیر اہل کو بٹھانے والا ملعون ہے	″
عدل و انصاف امن عالم کا ضامن ہے	۴۴۸
علاقائی اور صوبائی بنیادوں پر حکومت کے مناصب سپرد کرنا اصولی غلطی ہے	۴۴۹
دستورِ مملکت کے چند زریں اصول	″
اولوالامر کون لوگ ہیں؟	۴۵۰
حکم اور اطاعت کی تین عملی صورتیں	″
خلافِ شرع کاموں میں امیر کی اطاعت جائز نہیں	۴۵۲
عادل آدمی اللہ کا محبوب ترین بندہ ہے	۴۵۳
اجتہاد اور قیاس کا ثبوت	″
آیات الم تر تا رحیما	″
خلاصۂ تفسیر	۴۵۴
شانِ نزول	۴۵۶
معارف و مسائل	″
آیت فلا وربک تا تسلیما	۴۶۰
خلاصۂ تفسیر	″
معارف و مسائل	″
رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو تسلیم نہ کرنا کفر ہے	″
اختلافات میں آپؐ کو حکم بنانا آپؐ کے عہد کے ساتھ مخصوص نہیں	۴۶۱
چند اہم مسائل	″
ایک اہم فائدہ	۴۶۳
آیات ولو انا کتبنا تا مستقیما	۴۶۳
خلاصۂ تفسیر	″
معارف و مسائل	۴۶۴
شانِ نزول	″
آیات ومن یطع اللہ تا علیما	۴۶۵
خلاصۂ تفسیر	۴۶۶
معارف و مسائل	″
جنت کے درجات اعمال کے اعتبار سے ہوں گے	″
شانِ نزول	۴۶۷
جنت میں ملاقات کی چند صورتیں	″
قرب کی شرط محبت ہے	۴۶۹
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کسی رنگ و نسل پر موقوف نہیں	″
درجات کی تفصیل	۴۷۰
صدیقین و شہداء و صالحین کی تعریف	۴۷۱
آیات یا ایھا الذین امنوا تا عظیما	۴۷۲
خلاصۂ تفسیر	″
معارف و مسائل	۴۷۳
فوائدِ مہمہ	″
آیات وما لکم تا ضعیفا	۴۷۵
خلاصۂ تفسیر	″
معارف و مسائل	۴۷۶
مظلوم کی فریاد رسی اسلام کا ایک اہم فریضہ ہے	″
اللہ تعالیٰ سے دعاء تمام مصائب کا بہترین علاج ہے	۴۷۷
جنگ توبہ کرتے ہیں مگر اس سے مؤمن اور کافر کے مقاصد الگ الگ ہیں	″
شیطان کی تدبیر ضعیف ہے	۴۷۷
آیات الم تر تا شہیدا	۴۷۸
خلاصۂ تفسیر	۴۷۹
ان آیات کے معارف و مسائل	۴۸۱
شانِ نزول	″
حکمِ جہاد نازل ہونے پر مسلمانوں کی طرف سے اتوار حکم کی تمنا کس وجہ سے ہوئی	″
اصلاحِ ملک سے اصلاحِ نفس مقدم ہے	۴۸۲
دنیا اور آخرت کی نعمتوں میں فرق	″
ایک عبرتناک واقعہ	۴۸۳
پختہ مضبوط گھر تعمیر کرنا توکل کے خلاف نہیں	۴۸۴
انسان کو نعمت محض اللہ کے فضل سے ملتی ہے	″
مصیبت انسان کے شامتِ اعمال کا نتیجہ ہے	۴۸۵
آپ کی رسالت تمام عالم کے لئے عام ہے	۴۸۶
آیت من یطع الرسول تا حفیظا	″
خلاصۂ تفسیر	″
آیات ویقولون تا کثیرا	″
خلاصۂ تفسیر	۴۸۷
معارف و مسائل	″
پیشوا کے لئے ایک اہم ہدایت	۴۸۷
تدبر فی القرآن	۴۸۸
قرآن و سنت کی تفسیر و تشریح پر کسی جماعت یا فرد کی اجارہ داری نہیں ہے لیکن اس کیلئے شرائط ہیں	۴۸۹
قیاس کا ثبوت	″

مضامین	صفحہ
اختلاف کثیر کی تشریح	۴۹۰
آیت واذا جاءھم تا اذاعوا بہ	″
خلاصۂ تفسیر	″
معارف و مسائل	۴۹۱
شانِ نزول	″
بے تحقیق باتوں کا اڑانا گناہ اور فتنہ ہے	۴۹۲
اولوالامر کون لوگ ہیں؟	″
مسائل جدیدہ میں قیاس و اجتہاد اور عوام کے لئے تقلید ائمہ کا ثبوت	۴۹۳
رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی استنباط و استدلال کے مکلف تھے	″
فوائد مہمہ	″
اجتہاد و استنباط غلبۂ ظن کا فائدہ دیتا ہے علم یقینی کا نہیں	۴۹۴
آیت فقاتل تا اشد تنکیلا	″
خلاصۂ تفسیر	″
معارف و مسائل	۴۹۵
شانِ نزول	″
قرآنی احکام کا حسنِ اسلوب	″
آیات من یشفع شفاعۃ تا حدیثا	۴۹۶
خلاصۂ تفسیر	″
سفارش کی حقیقت اور اس کے اقسام و احکام	۴۹۷
سفارش پر کچھ معاوضہ لینا رشوت ہے اور حرام ہے	۵۰۰
سلام اور اسلام	۵۰۱
لفظ تحیہ کی تشریح اور اس کا تاریخی پہلو	″
اسلامی سلام تمام دوسری اقوام کے سلام سے بہتر ہے	″
آیات فما لکم فی المنافقین تا مبینا	۵۰۶
خلاصۂ تفسیر	۵۰۷
تین مختلف گروہوں کا بیان اور ان کے احکام	″
ان آیات کے معارف و مسائل	۵۰۹
ہجرت کی مختلف صورتیں اور احکام	۵۱۱
آیات وما کان لمؤمن تا عظیما	۵۱۲
خلاصۂ تفسیر	۵۱۳
معارف و مسائل و ربط آیات	۵۱۴
قتل کی تین قسمیں اور انکا شرعی حکم	۵۱۵
کفارۂ قتل کے متعلق چند مسائل	۵۱۶
آیات یا ایھا الذین امنوا تا رحیما	۵۱۷
خلاصۂ تفسیر	۵۱۸
معارف و مسائل و ربط آیات	۵۱۹
مسلمان سمجھنے کے لئے علاماتِ اسلام کافی ہیں باطن کی تفتیش کرنا جائز نہیں	″
واقعہ کی تحقیق کئے بغیر فیصلہ کرنا جائز نہیں	۵۲۰
اہلِ قبلہ کو کافر نہ کہنے کا مطلب	۵۲۱
جہاد سے متعلق چند احکام	۵۲۲
فرضِ کفایہ کی تعریف	۵۲۳
آیات ان الذین توفٰھم تا غفورا رحیما	۵۲۴
خلاصۂ تفسیر	۵۲۵
ان آیات کے معارف و مسائل	۵۲۶
ہجرت کی تعریف	″
ہجرت کے فضائل	۵۲۷
ہجرت کی برکات	۵۲۸
آیات واذا ضربتم تا علیما حکیما	۵۳۰
خلاصۂ تفسیر	۵۳۱
معارف و مسائل و ربط آیات	۵۳۳
سفر اور قصر کے احکام	″
چند مسائل	۵۳۴
انا انزلنا الیک تا عظیما	″
خلاصۂ تفسیر	۵۳۶
معارف و مسائل و ربط آیات	۵۳۸
آیات کا شانِ نزول	″
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اجتہاد کرنے کا حق حاصل تھا	۵۴۲
توبہ کی حقیقت	۵۴۳
اپنے گناہ کا الزام دوسرے پر لگانا دوگنے عذاب کا سبب ہے	″
قرآن و سنت کی حقیقت	″
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ساری مخلوقات سے زائد ہے	۵۴۴
آیات لا خیر فی کثیر تا مبینا	″
ترجمہ و خلاصۂ تفسیر	″
ان آیات کے معارف و مسائل	۵۴۵
باہمی مشوروں اور مجلسوں کے آداب	″
صلح کرانے کی فضیلت	۵۴۶
اجماعِ امت حجت ہے	″
آیات ان اللہ لا یغفر تا مبینا	۵۴۷
ترجمہ و خلاصۂ تفسیر	۵۴۸
معارف و مسائل و ربط آیات	۵۴۹
شرک اور کفر کی سزا کا دائمی ہونا	۵۵۰
ظلم کی تین قسمیں	″
شرک کی حقیقت	″
آیات والذین امنوا تا محیطا	۵۵۱
ترجمہ و خلاصۂ تفسیر	۵۵۲
ان آیات کے معارف و مسائل	۵۵۳
مسلمانوں اور اہلِ کتاب کے درمیان مفاخرانہ گفتگو	″
اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبولیت کا ایک معیار	۵۵۵

مضامین	صفحہ
قوموں کی گمراہی کا سبب اخلاص یا صحتِ عمل کا فقدان ہے	۵۵۱
آیات ویستفتونک فی النساء تا حکیما	۵۵۷
خلاصۂ تفسیر	۵۵۸
معارف و مسائل	۵۶۱
ازدواجی زندگی سے متعلق چند قرآنی ہدایات	۰
زوجین کے جھگڑے میں دوسروں کا دخل بلاضرورت مناسب نہیں	۵۶۲
امور غیر اختیاریہ پر مؤاخذہ نہیں	۵۶۶
اس آیت سے تعدد ازدواج کے خلاف استدلال قطعاً غلط ہے	۵۶۷
آیات ولله ما فی السموٰت تا بصیرا	۵۶۸
خلاصۂ تفسیر	۵۶۹
معارف و مسائل و فوائد مہمہ	۵۷۰
آیت یا ایھا الذین تا خبیرا	۰
خلاصۂ تفسیر	۵۷۱
دنیا میں انبیاء علیہم السلام اور آسمانی کتابیں بھیجنے کا اصل مقصد عدل و انصاف کا قیام ہے، اسی سے دنیا کا امن و امان قائم رہ سکتا ہے	۰
عدل و انصاف پر قائم رہنا صرف حکومت کا فریضہ نہیں بلکہ ہر انسان اس کا مکلف ہے	۵۷۲
امن عالم کی ضمانت صرف عقیدۂ آخرت اور خوفِ خدا دے سکتا ہے	۵۷۳
عدل و انصاف کے قیام میں رکاوٹ بننے والے اسباب	۵۷۶
آیات یا ایھا الذین امنوا تا سبیلا	۵۷۸
خلاصۂ تفسیر	۰
فوائد مہمہ و معارف و مسائل	۵۷۹
آیات بشر المنفقین تا سبیلا	۵۷۹
خلاصۂ تفسیر	۵۸۰
عزت اللہ ہی سے طلب کرنی چاہیئے	۵۸۲
تفسیر بالرائے کرنیوالے کی مجلس میں شرکت جائز نہیں	۵۸۴
بُروں کی صحبت سے تنہائی بھلی	۵۸۵
کفر پر راضی ہونا کفر ہے	۵۸۶
آیات ان المنفقین یخادعون تا مبینا	۵۸۷
خلاصۂ تفسیر	۰
معارف و مسائل	۵۸۸
آیات ان المنفقین تا علیما	۰
خلاصۂ تفسیر	۵۸۹
معارف و مسائل	۵۹۰
آیات لایحب اللہ تا رحیما	۵۹۱
خلاصۂ تفسیر	۰
معارف و مسائل	۵۹۳
اسلام مدارِ نجات ہے کسی مخالف مذہب میں نجات نہیں ہو سکتی	۵۹۴
آیات یستلک اھل الکتٰب تا غفورا	۵۹۶
خلاصۂ تفسیر و معارف و مسائل	۵۹۷
آیات فبما نقضھم تا شھیدا	۵۹۸
خلاصۂ تفسیر	۵۹۹
معارف و مسائل	۶۰۱
یہود کو اشتباہ کس طرح پیش آیا	۰
آخر زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا عقیدہ قطعی اور اجماعی ہے جس کا منکر کافر ہے	۶۰۵
آیات فبظلم من الذین ھادوا تا الیما	۶۰۵
خلاصۂ تفسیر	۶۰۶
معارف و مسائل	۶۰۷
آیت لکن الراسخون تا عظیما	۰
خلاصۂ تفسیر	۶۰۷
معارف و مسائل	۶۰۸
آیات انا اوحینا الیک تا کبیرا	۰
خلاصۂ تفسیر	۶۰۹
معارف و مسائل	۶۱۱
آیات یا ایھا الناس تا حکیما	۶۱۳
خلاصۂ تفسیر	۰
آیت یا اھل الکتٰب لا تغلوا تا وکیلا	۶۱۴
خلاصۂ تفسیر و معارف و مسائل	۶۱۵
وکالت کی تشریح	۰
روح منہ کی تشریح	۶۱۶
لطیفہ	۶۱۷
ولا تقولوا ثلثۃ کی تشریح	۶۱۸
دین میں غلو حرام ہے	۶۱۹
فوائد مہمہ	۶۲۰
حُبِّ دنیا کی حدود	۶۲۱
سُنّت اور بدعت کی حدود	۰
علماء و مشائخ کی تعظیم و اتباع میں راہِ اعتدال	۶۲۲
آیات لن یستنکف المسیح تا والا کبیرا	۶۲۳
خلاصۂ تفسیر	۰
معارف و مسائل	۶۲۴
اللہ کا بندہ ہونا اعلیٰ درجہ کی شرافت اور عزت ہے	۰
آیات یا ایھا الناس تا مستقیما	۰
خلاصۂ تفسیر و معارف و مسائل	۶۲۵
برہان سے کیا مراد ہے؟	۰
آیت یستفتونک تا علیم	۶۲۶
خلاصۂ تفسیر	۶۲۷
معارف و مسائل	۰
فوائد مہمہ	۰

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِائَتَا اٰيَةٍ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

سورۂ آلِ عمران مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں دو سو آیتیں اور بیس رکوع ہیں،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے،

الٓمّٓ ① اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ② نَزَّلَ عَلَيْكَ

اللہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ ہے سب کا تھامنے والا، اتاری تجھ پر

الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَ

کتاب سچی تصدیق کرتی ہے اگلی کتابوں کی اور اتارا توریت اور

الْاِنْجِيْلَ ③ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ؕ

انجیل کو اس کتاب سے پہلے لوگوں کی ہدایت کے لئے اور اتارے فیصلے،

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ

بیشک جو منکر ہوئے اللہ کی آیتوں سے اُن کے واسطے سخت عذاب ہے،

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ④ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ

اور اللہ زبردست ہے بدلہ لینے والا، اللہ پر چھپی نہیں کوئی چیز

فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ⑤ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ

زمین میں اور نہ آسمان میں، وہی تمہارا نقشہ بناتا ہے

فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ

ماں کے پیٹ میں جس طرح چاہے، کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا زبردست ہے

الْحَكِيْمُ ۝۶

حکمت والا۔

ربطِ آیات یہ قرآن کریم کی تیسری سورت (آلِ عمران) کا پہلا رکوع ہے، پہلی سورت یعنی فاتحہ جو پورے قرآن کا خلاصہ ہے اس کے آخر میں صراطِ مستقیم کی ہدایت طلب کی گئی تھی، اس کے بعد سورۂ بقرہ الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ سے شروع کرکے گویا اس طرف اشارہ کردیا گیا کہ سورۂ فاتحہ میں جو سیدھے راستہ کی دعا کی گئی ہے وہ اللہ تعالیٰ نے قبول کرکے یہ قرآن بھیج دیا جو صراطِ مستقیم کی ہدایت کرتا ہے، پھر سورۂ بقرہ میں اکثر احکام شرعیہ کا اجمالی اور تفصیلی بیان آیا، جس کے ضمن میں جا بجا کفار کی مخالفت اور ان سے مقابلہ کا بھی ذکر آیا، آخر میں اس کو فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ کے جملۂ دعائیہ پر ختم کیا گیا تھا، جس کا حاصل تھا کفار پر غلبہ پانے کی دعاء، اس کی مناسبت سے سورۂ آلِ عمران میں عام طور پر کفار کے ساتھ معاملہ اور ہاتھ اور زبان سے ان کے مقابلہ میں جہاد کا بیان ہے، جو گویا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ کی تشریح وتفصیل ہے۔

خلاصۂ تفسیر

سورۂ آلِ عمران کی ابتدائی پانچ آیتوں میں اس مقصدِ عظیم کا ذکر ہے، جس کی وجہ سے کفر واسلام اور کافر ومؤمن کی تقسیم اور باہمی مقابلہ شروع ہوتا ہے، اور وہ اللہ جل شانہٗ کی توحید ہے، اس کے ماننے والے مؤمن اور نہ ماننے والے کافر وغیر مسلم کہلاتے ہیں، اس رکوع کی پہلی آیت میں توحید کی عقلی دلیل مذکور ہے، اور دوسری آیت میں نقلی دلیل بیان فرمائی گئی ہے اس کے بعد کی آیت میں کفار کے کچھ شبہات کا جواب ہے۔

پہلی آیت میں ارشاد ہے: الٓمّٓ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ، اس میں لفظ الٓمّٓ تو متشابہاتِ قرآنیہ میں سے ہے، جس کے معنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک راز ہیں، جس کی تفصیل اس رکوع کی آخری آیتوں میں آتی ہے، اس کے بعد اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ میں مضمونِ توحید کو ایک دعوے کی صورت میں پیش کیا گیا ہے، معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے ہیں کہ اُن کے سوا کوئی قابل معبود بنانے کے نہیں۔

اس کے بعد لفظ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ سے توحید کی عقلی دلیل بیان کی گئی، جس کی تشریح یہ ہے کہ عبادت نام ہے اپنے آپ کو کسی کے سامنے انتہائی عاجز وذلیل کرکے پیش کرنے کا، اور اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ جس کی عبادت کی جائے وہ عزت وجبروت کے انتہائی مقام کا مالک اور ہر اعتبار سے کامل ہو، اور یہ ظاہر ہے کہ جو چیز خود اپنے وجود کو قائم نہ رکھ سکے، اپنے وجود اور اس کی بقاء میں دوسرے کی محتاج ہو اس کا عزت وجبروت میں کیا مقام ہو سکتا ہے، اس لئے بالکل واضح ہو گیا کہ دنیا میں جتنی چیزیں ہیں نہ خود اپنے وجود کی مالک ہیں اور نہ ہی اپنے وجود کو قائم رکھ سکتی ہیں وہ خواہ پتھر کے تراشیدہ بُت ہوں یا پانی اور درخت ہوں یا فرشتے اور پیغمبر ہوں، ان میں کوئی بھی لائقِ عبادت نہیں، لائقِ عبادت وہی ذات ہو سکتی ہے جو ہمیشہ سے زندہ وموجود ہے اور ہمیشہ زندہ وقائم رہے گی، اور وہ صرف اللہ جل شانہٗ کی ذات ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

اس کے بعد دوسری آیت میں توحید کی نقلی دلیل بیان فرمائی گئی، ارشاد ہے، نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ، وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ کی توحید کا مضمون جو قرآن نے بیان کیا ہے یہ کچھ قرآن کی یا پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت نہیں، بلکہ اس سے پہلے بھی توراۃ و انجیل وغیرہ کتابیں اور انبیاء اللہ تعالیٰ نے بھیجے ہیں، ان سب کا یہی دعویٰ اور یہی کلمہ تھا، قرآن مجید نے آکر ان سب کی تصدیق کی ہے، کوئی نیا دعویٰ پیش نہیں کیا، جس کے سمجھنے یا ماننے میں لوگوں کو کوئی اُلجھن ہو۔

آخری دو آیتوں میں توحید کی دلیل کا تکملہ حق تعالیٰ کی صفات علم وقدرت کے بیان سے کیا گیا ہے، کہ جو ذات علم محیط ازلی کی مالک ہے، اور جس کی قدرت ہر شے پر حاوی ہے، وہی اس کی مستحق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے، ناقص علم اور محدود قدرت والے کو یہ مقام حاصل نہیں ہو سکتا۔

مذکورہ آیتوں کی مختصر تفسیر یہ ہے:۔

اللہ تعالیٰ ایسے ہیں کہ ان کے سوا کوئی قابل معبود بنانے کے نہیں، اور وہ زندہ (جاوید) ہیں، سب چیزوں کے سنبھالنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس قرآن بھیجا ہے واقعیت کے ساتھ اس کیفیت سے کہ وہ تصدیق کرتا ہے ان (آسمانی) کتابوں کی جو اس سے پہلے ہو چکی ہیں اور (اسی طرح) بھیجا تھا توریت اور انجیل کو اس کے قبل لوگوں کی ہدایت کے واسطے (اور اسی سے قرآن کا ہدایت ہونا بھی لازم آگیا، کیونکہ ہدایت کا مصدق بھی

ہدایت ہے) اور اللہ تعالیٰ نے (انبیاءؑ کی تصدیق کے واسطے) بھیجے معجزات، بیشک جو لوگ منکر ہیں اللہ تعالیٰ کی (ان) آیتوں کے (جو توحید پر دلالت کرتی ہیں) ان کے لئے سزا سخت ہے، اور اللہ تعالیٰ غلبہ (اور قدرت) والے ہیں (کہ بدلہ لے سکتے ہیں اور) بدلہ لینے والے (بھی) ہیں، بیشک اللہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے (نہ کوئی چیز) زمین میں اور نہ (کوئی چیز) آسمان میں (پس ان کا علم بھی نہایت کامل ہے) وہ ایسی ذات (پاک) ہے کہ تمہاری صورت (شکل) بناتا ہے جس طرح چاہتا ہے (کسی کی کیسی صورت اور کسی کی کیسی صورت، پس ان کی قدرت بھی کامل ہے، حیات اور قیومیت اور علم اور قدرت جو اُلٰہیت صفات سے ہیں ان میں کامل طور سے بلاشرکت موجود ہیں جس سے ثابت ہوا کہ) کوئی عبادت کے لائق نہیں، بجز اس (ذات پاک) کے (اور) وہ غلبہ والے ہیں (منکرِ توحید سے انتقام لے سکتے ہیں لیکن) حکمت والے (بھی) ہیں (کہ بمصلحت دنیا میں ڈھیل دے رکھی ہے)

معارف و مسائل

توحید کی طرف دعوت تمام انبیاءؑ کا وظیفہ رہا ہے

دوسری آیت میں جو نقلی دلیل توحید کی پیش کی گئی ہے، تشریح اس کی یہ ہے کہ جس بات پر بہت سے انسان متفق ہوں، خصوصاً جبکہ وہ مختلف ملکوں کے باشندے اور مختلف زمانوں میں پیدا ہوئے ہوں، اور درمیان میں سینکڑوں ہزاروں برس کا فاصلہ، اور ایک کی بات دوسرے تک پہنچنے کا کوئی ذریعہ بھی نہیں، اس کے باوجود جو اٹھتا ہے وہی ایک بات کہتا ہے جو پہلے لوگوں نے کہی تھی، اور سب کے سب ایک ہی بات اور ایک ہی عقیدہ کے پابند ہوتے ہیں تو فطرت اس کے قبول کرنے پر مجبور ہوتی ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ کا وجود اور اس کی توحید کا مضمون انسانوں میں سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام لے کر آئے اور ان کے بعد ان کی اولاد میں تو مسلسل اس بات کا چلنا کچھ بعید نہ تھا، لیکن زمانہ دراز گزر جانے اور اولادِ آدمؑ کے وہ تمام طریقے بدل جانے کے بعد پھر حضرت نوح علیہ السلام آتے ہیں، اس چیز کی دعوت دیتے ہیں جس کی طرف آدم علیہ السلام نے لوگوں کو بلایا تھا، اُن کے زمانہ دراز گزرنے کے بعد ابراہیم، اسمٰعیل، اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام ملک عراق و شام میں پیدا ہوتے ہیں، اور ٹھیک وہی دعوت لے کر اٹھتے ہیں، پھر موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام اور ان کے سلسلہ کے انبیاء آتے ہیں، اور سب کے سب وہی ایک کلمۂ توحید بولتے ہیں، اور وہی دعوت دیتے ہیں، ان پر زمانہ دراز گزر جانے کے بعد عیسیٰ علیہ السلام وہی دعوت لے کر اٹھتے ہیں، اور آخر میں سید الانبیاء سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

وہی دعوت لیکر تشریف لاتے ہیں۔

اب اگر ایک خالی الذہن انسان جسکو اسلام اور توحید کی دعوت سے کوئی بغض اور بَیر نہ ہو سادگی کے ساتھ ذرا اس سلسلہ پر نظر ڈالے کہ آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام مختلف زمانوں میں مختلف زبانوں میں، مختلف ملکوں میں پیدا ہوتے، اور سب کے سب یہی کہتے اور بتلاتے چلے آئے، اکثر ایک کو دوسرے کے ساتھ ملنے کا بھی اتفاق نہیں ہوا، زمانہ تصنیف و تالیف اور کتابت کا بھی نہ تھا، کہ ایک پیغمبر کو دوسرے پیغمبر کی کتابیں اور تحریریں مل جاتی ہوں، اُن کو دیکھ کر وہ اس دعوت کو اپنا لیتے ہوں، بلکہ انہی میں ہر ایک دوسرے سے بہت قرنوں کے بعد پیدا ہوتا ہے، اس کو اسبابِ دنیا کے تحت پچھلے انبیاءؑ کی کوئی خبر نہیں ہوتی، البتہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی پاکر ان سب کے حالات و کیفیات سے مطلع ہوتا ہے، اور خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے اس کو اس دعوت کے لئے کھڑا کیا جاتا ہے۔

اب کوئی آدمی ذرا سا انصاف کے ساتھ غور کرے کہ اگر ایک لاکھ چوبیس ہزار انسان مختلف زمانوں اور مختلف ملکوں میں ایک ہی بات کو بیان کریں تو قطع نظر اس سے کہ بیان کرنے والے ثقہ اور معتبر لوگ ہیں یا نہیں، اتنی عظیم الشان جماعت کا ایک ہی بات پر متفق ہونا ایک انسان کے لئے اس بات کی تصدیق کے واسطے کافی ہو جاتا ہے، اور جب انبیاء علیہم السلام کی ذاتی خصوصیات اور ان کے صدق و عدل کے انتہائی بلند معیار پر نظر ڈالی جائے تو ایک انسان یہ یقین کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ان کا کلمہ صحیح اور ان کی دعوت حق اور فلاحِ دنیا و آخرت ہے۔

شروع کی دو آیتوں میں جو مضمون توحید کا ارشاد فرمایا گیا اس کے متعلق حدیث کی روایات میں ہے کہ بعض نصاریٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان سے مذہبی گفتگو جاری ہوئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ جل شانہٗ کی توحید کے ثبوت میں یہی دو دلیلیں باذنِ خداوندی پیش فرمائی، جن سے نصاریٰ لاجواب ہوئے۔

اس کے بعد تیسری اور چوتھی آیتوں میں بھی اسی مضمونِ توحید کی تکمیل ہے، تیسری آیت میں اللہ تعالیٰ کے علم محیط کا بیان ہے، جس سے کسی جہان کا کوئی ذرہ چھپا ہوا نہیں اور چوتھی آیت میں اس کی قدرت کاملہ اور قادرِ مطلق ہونے کا بیان ہے، کہ اس نے انسان کو بطنِ مادر کی تین اندھیریوں میں کیسی حکمتِ بالغہ کے ساتھ بنایا، اور انکی صورتوں اور رنگوں میں وہ صنعتکاری فرمائی کہ اربوں انسانوں میں ایک کی صورت دوسرے سے

ایسی نہیں جس کو امتیاز نہ ہو، اس علم محیط اور قدرت کاملہ کا عقلی تقاضا یہ ہے کہ عبادت صرف اسی کی جائے، اس کے سوا سب کے سب علم و قدرت میں یہ مقام نہیں رکھتے، اس لئے وہ لائق عبادت نہیں۔

اس طرح توحید کے اثبات کے لئے حق تعالیٰ شانہ کی چار اہم صفات ان چار آیتوں میں آگئیں، پہلی اور دوسری آیت میں صفات حیات ازلی و ابدی اور قیومیت کا بیان ہوا، تیسری سے چھٹی آیت تک علم محیط اور قدرت کاملہ مطلقہ کا، اس سے ثابت ہوا کہ جو ذات ان چار صفات کی جامع ہو وہی عبادت کے لائق ہے۔

هُوَ الَّذِىٓ اَنۡزَلَ عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ مِنۡهُ اٰيٰتٌ مُّحۡكَمٰتٌ هُنَّ

وہی ہے جس نے اتاری تجھ پر کتاب اس میں بعض آیتیں ہیں محکم یعنی ان کے معنی

اُمُّ الۡكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِيۡنَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ

واضح ہیں وہ اصل ہیں کتاب کی اور دوسری ہیں متشابہ یعنی جن کے معنی معلوم یا معین نہیں سو جن کے دلوں

زَيۡغٌ فَيَتَّبِعُوۡنَ مَا تَشَابَهَ مِنۡهُ ابۡتِغَآءَ الۡفِتۡنَةِ وَابۡتِغَآءَ

میں کجی ہے وہ پیروی کرتے ہیں متشابہات کی گمراہی پھیلانے کی غرض سے اور مطلب معلوم

تَاۡوِيۡلِهٖ ۚ وَمَا يَعۡلَمُ تَاۡوِيۡلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ‍ؔۘ وَالرّٰسِخُوۡنَ　　وقف لازم

کرنے کی وجہ سے اور ان کا مطلب کوئی نہیں جانتا سوا اللہ کے اور مضبوط علم والے

فِى الۡعِلۡمِ يَقُوۡلُوۡنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ

کہتے ہیں ہم اس پر یقین لائے، سب ہمارے رب کی طرف سے اتری ہیں اور سمجھانے سے

اِلَّاۤ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ۞

وہی سمجھتے ہیں جن کو عقل ہے

ربطِ آیات

پچھلی چار آیتوں میں توحید باری تعالیٰ کا اثبات تھا، اس آیت میں توحید کے خلاف بعض شبہات کا جواب ہے، واقعہ اس کا یہ ہے کہ ایک دفعہ نجران کے کچھ نصاریٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور مذہبی گفتگو شروع کی، آپ نے نصاریٰ کے عقیدۂ تثلیث کی تردید بڑی تفصیل سے فرماکر توحید باری تعالیٰ کو ثابت کیا، آپ نے اپنے دعوے پر اللہ تعالیٰ کی صفات حیاتِ دائمہ، قدرت کاملہ،

علم محیط اور قدرت تخلیق میں اللہ تعالیٰ کے یکتا اور منفرد ہونے سے استدلال کیا، اور یہ سب مقدمات نصاریٰ کو تسلیم کرنا پڑے، جب توحید ثابت ہوگئی تو اسی سے تثلیث کے عقیدہ کا بطلان بھی ثابت ہوگیا، ان لوگوں نے قرآن کے ان الفاظ پر اپنے کچھ شبہات پیش کئے جن میں عیسیٰ علیہ السلام کا روح اللہ یا کلمۃ اللہ ہونا مذکور ہے کہ ان الفاظ سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی شرکتِ الٰہیت ثابت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان شبہات کو ختم کر دیا، کہ یہ کلمات متشابہات ہیں، ان کے ظاہری معنی مراد نہیں ہوتے، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے درمیان ایک راز ہیں، جن کی حقیقت پر عوام مطلع نہیں ہو سکتے، عوام کے لئے ان الفاظ کی تحقیق میں پڑنا بھی روا نہیں، ان پر اس طرح ایمان لانا ضروری ہے کہ جو کچھ ان سے اللہ تعالیٰ کی مراد ہے وہ حق ہے، مزید تفتیش اور کھود کرید کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

خلاصۂ تفسیر

وہ (اللہ تعالیٰ) ایسا ہے جس نے نازل کیا تم پر کتاب کو، جس میں کا ایک حصہ وہ آیتیں ہیں جو کہ اشتباہِ مراد سے محفوظ ہیں (یعنی اُن کا مطلب ظاہر ہے) اور یہی آیتیں اصلی مدار ہیں، (اس) کتاب (یعنی قرآن) کا (یعنی جن کے معنی ظاہر نہ ہوں ان کو بھی ظاہر المعنیٰ کے موافق بنایا جاتا ہے) اور دوسری آیتیں ایسی ہیں جو کہ مشتبہ المراد ہیں (یعنی ان کا مطلب خفی ہے، خواہ مجمل ہونے کی وجہ سے خواہ کسی نص ظاہر المراد کے ساتھ معارض ہونے کی وجہ سے) سو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اس کے اسی حصہ کے پیچھے ہو لیتے ہیں جو مشتبہ المراد ہے، (دین میں) شورش ڈھونڈنے کی غرض سے اور اس (مشتبہ المراد) کے (غلط) مطلب ڈھونڈنے کی غرض سے (تاکہ اپنے غلط عقیدہ میں اس سے مطلب حاصل کریں) حالانکہ اس کا (صحیح) مطلب بجز حق تعالیٰ کے کوئی اور نہیں جانتا (یا اگر وہ خود قرآن یا حدیث کے ذریعہ سے صراحۃً یا اشارۃً بتلادیں، جیسے لفظ صلوٰۃ کی مراد صراحۃً معلوم ہوگئی، اور استواء علی العرش وغیرہ کی تاویل بعض کی رائے پر قواعدِ کلیہ سے معلوم ہوگئی، تو بس اسی قدر دوسروں کو بھی خبر ہوسکتی ہے، زیادہ معلوم نہیں ہوسکتا، جیسے مقطعات قرآنیہ کے الف لام میم وغیرہ کے معنی کسی کو معلوم نہیں ہوئے، اور بعض کی رائے پر استواء علی العرش کے معنی بھی معلوم نہیں ہوئے) اور (اسی واسطے) جو لوگ علم (دین) میں پختہ کار (اور فہیم) ہیں وہ (ایسی آیتوں کے متعلق) یوں کہتے ہیں کہ ہم اس پر (اجمالاً) یقین

رکھتے ہیں سب (آیتیں ظاہر المعنی بھی خفی المعنی بھی) ہمارے پروردگار کی طرف سے ہیں، (پس ان کے جو کچھ معنی اور مراد واقع میں ہوں وہ حق ہیں) اور (نصیحت (کی بات کو) وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو کہ اہلِ عقل ہیں (یعنی عقل کا مقتضا بھی یہی ہے کہ مفید اور ضروری بات میں مشغول ہو مضر اور فضول قصہ میں نہ لگے)۔

معارف ومسائل

پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے آیات محکمات اور متشابہات کا ذکر فرما کر ایک عام اصول اور ضابطے کی طرف اشارہ کر دیا ہے، جس کے سمجھ لینے کے بعد بہت سے شبہات اور نزاعات ختم ہو سکتے ہیں، جس کی تفصیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں دو قسم کی آیات پائی جاتی ہیں، ایک قسم کو محکمات کہتے ہیں، اور دوسری کو متشابہات۔

محکمات ان آیات کو کہتے ہیں جن کی مراد ایسے شخص پر بالکل ظاہر اور بیّن ہو جو قواعدِ عربیہ کو اچھی طرح جاننے والا ہو، اور جن آیات کی تفسیر اور معانی ایسے شخص پر ظاہر نہ ہوں ان کو متشابہات کہتے ہیں، (مظہری ج ۲)

پہلی قسم کی آیات کو اللہ تعالیٰ نے اُمّ الکتاب کہا، جس کا مطلب یہ ہے کہ ساری تعلیمات کا اصل اصول یہی آیات ہوتی ہیں جن کے معانی اور مفاہیم اشتباہ والتباس سے پاک ہوتے ہیں۔

اور دوسری قسم کی آیات میں چونکہ متکلم کی مراد مبہم اور غیر متعین ہوتی ہے اس لئے ان آیات کے بارے میں صحیح طریقہ یہ ہے کہ ان کو پہلی قسم کی طرف راجع کر کے دیکھنا چاہئے، جو معنی اس کے خلاف پڑیں ان کی قطعاً نفی کی جائے، اور متکلم کی مراد وہ سمجھی جائے جو آیاتِ "محکمات" کے مخالف نہ ہو، اور کوئی ایسی تاویل اور توجیہ صحیح نہ سمجھی جائے گی، جو اصولِ مسلّمہ اور آیاتِ محکمہ کے خلاف ہو، مثلاً قرآن حکیم نے مسیح علیہ السلام کی نسبت تصریح کر دی کہ "اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ" (۴۳: ۵۹) ایسے ہی دوسری جگہ ارشاد ہے۔ "اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ" (۳: ۵۹)

ان آیات اور انہی کی مثل دوسری بہت سی آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اور اس کی مخلوق ہیں، لہٰذا نصاریٰ کا ان کے بارے میں الوہیت اور ابنیت کا دعویٰ کرنا صحیح نہیں۔

اب اگر کوئی شخص ان سب محکمات سے آنکھیں بند کر کے صرف کلمۃ اللہ

اور "روح منہ" وغیرہ متشابہات کو لے دوڑے اور اس کے وہ معنی لینے لگے جو محکمات قرآنیہ اور متواتر بیانات کے منافی ہوں تو یہ اس کی کجروی اور ہٹ دھرمی ہو جائے گی۔

کیونکہ متشابہات کی صحیح مراد صرف اللہ ہی کو معلوم ہے، وہی اپنے کرم واحسان سے جس کو جس قدر حصہ پر آگاہ کرنا چاہتا ہے کر دیتا ہے، لہٰذا ایسے متشابہات سے اپنی رائے کے مطابق کھینچ تان کر کوئی معنی نکالنا صحیح نہیں ہے۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ، اس آیت سے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ جو لوگ سلیم الفطرت ہوتے ہیں، وہ متشابہات کے بارے میں زیادہ تحقیق وتفتیش نہیں کرتے، بلکہ اجمالاً ایسی آیات پر ایمان لے آتے ہیں کہ یہ بھی اللہ کا برحق کلام ہے، اگرچہ اس نے کسی مصلحت کی وجہ سے ہم کو ان کے معانی پر مطلع نہیں فرمایا، درحقیقت یہی طریقہ سلامتی اور احتیاط کا ہے، اس کے برخلاف بعض ایسے لوگ بھی ہیں جن کے دلوں میں کجی ہے، وہ محکمات سے آنکھیں بند کر کے متشابہات کی کھوج کرید میں لگے رہتے ہیں، اور ان سے اپنی خواہش کے مطابق معانی نکال کر لوگوں کو مغالطے میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے بارے میں قرآن وحدیث میں سخت وعید آئی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب آپ ایسے لوگوں کو دیکھیں جو متشابہات کی تفتیش میں لگے ہوئے ہیں تو آپ ان سے دور بھاگیں، کیونکہ یہ وہی لوگ ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے (قرآن) میں کیا ہے، (بخاری ج ۲)

ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنی امت پر تین باتوں کا خوف ہے، اوّل یہ کہ مال بہت مل جائے جس کی وجہ سے باہمی حسد میں مبتلا ہو جائیں اور کشت وخون کرنے لگیں، دوسری یہ کہ کتاب اللہ سامنے کھل جائے (یعنی ترجمہ کے ذریعہ ہر عامی اور جاہل بھی اس کے سمجھنے کا مدعی ہو جائے) اور اس میں جو باتیں سمجھنے کی نہیں ہیں یعنی متشابہات انکے معنی سمجھنے کی کوشش کرنے لگیں، حالانکہ ان کا مطلب اللہ ہی جانتا ہے، تیسری یہ کہ ان کا علم بڑھ جائے تو اُسے ضائع کر دیں اور علم کو بڑھانے کی جستجو چھوڑ دیں۔ (ابن کثیر بحوالہ طبرانی)

وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ، راسخون فی العلم سے کون لوگ مراد ہیں؟ اس میں علماء کے اقوال مختلف ہیں، راجح قول یہ ہے کہ ان سے مراد اہل السنۃ والجماعۃ ہیں، جو قرآن وسنت کی اسی تعبیر وتشریح کو صحیح سمجھتے ہیں، جو صحابۂ کرامؓ سلف صالحینؒ اور اجماعِ امت سے منقول ہو، اور قرآنی تعلیمات کا محور اور مرکز محکمات کو مانتے ہیں، اور متشابہات

کے جو معانی ان کے فہم و ادراک سے باہر ہیں اپنی کوتاہ نظری اور قصورِ علمی کا اعتراف کرتے ہوئے ان کو خدا کے سپرد کرتے ہیں، وہ اپنے کمالِ علمی اور قوتِ ایمانی پر مغرور نہیں ہوتے، بلکہ ہمیشہ حق تعالیٰ سے استقامت اور مزید فضل و عنایت کے طلبگار رہتے ہیں، ان کی طبیعتیں فتنہ پسند نہیں ہوتیں کہ متشابہات ہی کے پیچھے لگی رہیں، وہ محکمات اور متشابہات سب کو حق سمجھتے ہیں، کیونکہ انھیں یقین ہے کہ دونوں قسم کی آیات ایک ہی سرچشمہ سے آئی ہیں، البتہ ایک قسم یعنی محکمات کے معانی ہمارے لئے معلوم کرنے مفید اور ضروری تھے، تو اللہ تعالیٰ نے وہ پوشیدہ نہیں رکھے، بلکہ کھول کھول کر بیان کر دیئے، اور دوسری قسم یعنی متشابہات کے معانی اللہ تعالیٰ نے اپنی مصلحت سے بیان نہیں فرمائے، لہٰذا ان کا معلوم کرنا بھی ہمارے لئے ضروری نہیں، ایسی آیات پر ایمان اجمالاً لے آنا ہی کافی ہے، (مظہری ملخصاً)

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ

اے رب نہ پھیر ہمارے دلوں کو جب تو ہم کو ہدایت کر چکا اور عنایت کر ہم کو اپنے پاس

لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ رَبَّنَا اِنَّكَ

سے رحمت تو ہی ہے سب کچھ دینے والا ، اے رب ہمارے تو

جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ

جمع کرنے والا ہے لوگوں کو ایک دن جس میں کچھ شبہ نہیں ، بیشک اللہ خلاف نہیں کرتا

الْمِيْعَادَ ۝

اپنا وعدہ

ربطِ آیات پچھلی آیت میں حق پرستوں کے ایک کمال کا ذکر تھا کہ وہ باوجود علمی کمال رکھنے کے اس پر مغرور نہیں تھے، بلکہ اللہ تعالیٰ سے استقامت کی دعا کرتے تھے، اگلی آیات میں اللہ تعالیٰ اُن کے دوسرے کمال کو بیان فرما رہے ہیں۔

خلاصۂ تفسیر

اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو کج نہ کیجئے، بعد اس کے کہ آپ ہم کو (حق کی طرف) ہدایت کر چکے ہیں اور ہم کو اپنے پاس سے رحمت (خاصہ) عطا فرمائیے (وہ رحمت یہ ہے کہ راہِ مستقیم پر قائم رہیں) بلاشبہ آپ بڑے عطا فرمانیوالے ہیں، اے ہمارے پروردگار! (ہم یہ دعا کجی سے بچنے کی اور حق پر قائم رہنے کی کسی دنیاوی غرض سے نہیں مانگتے، بلکہ

محض آخرت کی نجات کے واسطے، کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ) آپ بلاشبہ تمام آدمیوں کو (میدانِ حشر میں) جمع کرنے والے ہیں اس دن میں جس (کے آنے) میں ذرا شک نہیں (یعنی قیامت کے دن میں اور شک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے آنے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اور) بلاشبہ اللہ تعالیٰ خلاف نہیں کرتے وعدہ کو (اس لئے قیامت کا آنا ضرور ہے اور اس واسطے ہم کو اس کی فکر ہے)

معارف و مسائل

پہلی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہدایت اور ضلالت اللہ ہی کی جانب سے ہے، اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت دینا چاہتے ہیں اس کے دل کو نیکی کی جانب مائل کر دیتے ہیں، اور جس کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں اس کے دل کو سیدھے راستہ سے پھیر لیتے ہیں۔

چنانچہ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "کوئی دل ایسا نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان نہ ہو، وہ جب تک چاہتے ہیں اس کو حق پر قائم رکھتے ہیں، اور جب چاہتے ہیں اس کو حق سے پھیر دیتے ہیں"۔

وہ قادرِ مطلق ہے، جو چاہتا ہے کرتا ہے، اس لئے جن لوگوں کو دین پر قائم رہنے کی فکر ہوتی ہے، وہ ہمیشہ اپنے اللہ سے استقامت کی دعا مانگتے ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ استقامت کی دعا مانگا کرتے تھے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے "یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰی دِیْنِكَ"۔ "یعنی اے دلوں کے پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنے دین پر قائم رکھ"۔ (مظہری، ج ۲)

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ

بیشک جو لوگ کافر ہیں ہرگز کام نہ آویں گے ان کو ان کے مال اور نہ ان کی اولاد

مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۝ كَدَاْبِ اٰلِ

اللہ کے سامنے کچھ اور وہی ہیں ایندھن دوزخ کے ، جیسے دستور

فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَهُمُ

فرعون والوں کا اور جو ان سے پہلے تھے جھٹلایا انھوں نے ہماری آیتوں کو پھر پکڑا ان کو

اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ قُلْ لِّلَّذِيْنَ

اللہ نے ان کے گناہوں پر اور اللہ کا عذاب سخت ہے ، کہہ دے کافروں

كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ

کو کہ اب تم مغلوب ہوگے اور ہانکے جاؤگے دوزخ کی طرف اور کیا برا

الْمِهَادُ ⑫

ٹھکانا ہے

خُلاصۂ تفسیر

بالیقین جو لوگ کفر کرتے ہیں ہرگز ان کے کام نہیں آسکتے، اُن کے مال (و دولت) اور نہ ان کی اولاد اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ذرہ برابر بھی ایسے لوگ جہنم کا ایندھن ہوں گے (ان لوگوں کا معاملہ ایسا ہے) جیسا معاملہ تھا فرعون والوں کا اور ان سے پہلے والے کافر لوگوں کا (وہ معاملہ یہ تھا) کہ انھوں نے ہماری آیتوں کو (یعنی اخبار و احکام کو) جھوٹا بتلایا، اس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر دار و گیر فرمائی ان کے گناہوں کے سبب اور اللہ تعالیٰ (کی دار و گیر بڑی سخت ہے، کیونکہ ان کی شان یہ ہے کہ وہ) سخت سزا دینے والے ہیں (اسی طرح معاملہ ہوگا کہ انھوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی، سو ان کو بھی ایسی ہی سزا ہوگی اور) ان کفر کرنے والے لوگوں سے (یوں بھی) فرما دیجئے کہ (تم یہ نہ سمجھنا کہ یہ دار و گیر صرف آخرت میں ہوگی، بلکہ یہاں اور وہاں دونوں جگہ ہوگی، چنانچہ دنیا میں) عنقریب تم (مسلمانوں کے ہاتھ سے) مغلوب کئے جاؤگے، اور (آخرت میں) جہنم کی طرف جمع کرکے لے جائے جاؤگے اور (جہنم) ہے بُرا ٹھکانا۔

معارف و مسائل

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ، ممکن ہے کوئی اس آیت سے یہ شبہ کرے کہ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار مغلوب ہوں گے، حالانکہ سب کفار دنیا کے مغلوب نہیں ہیں لیکن یہ شبہ اس لئے نہیں ہو سکتا کہ یہاں کفار سے مراد تمام دنیا بھر کے کفار نہیں ہیں، بلکہ اس وقت کے مشرکین اور یہود مراد ہیں، چنانچہ مشرکین کو قتل و قید اور یہود کو قتل و قید کے ساتھ ساتھ جزیہ اور جلا وطنی کے ذریعہ مغلوب کیا گیا تھا۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۭ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ

ابھی گذر چکا ہے تمھارے سامنے ایک نمونہ دو فوجوں میں جن میں مقابلہ ہوا، ایک فوج ہے جو لڑتی ہے اللہ کی

اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ۭ

راہ میں اور دوسری فوج کافروں کی ہے دیکھتے ہیں یہ ان کو اپنے سے دوچند صریح آنکھوں سے،

وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً

اور اللہ زور دیتا ہے اپنی مدد کا جسکو چاہے، اسی میں عبرت ہے دیکھنے

لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ⑬

والوں کو

ربطِ آیات پچھلی آیات میں کفار کے مغلوب ہونے کی خبر دی گئی تھی، اب اس آیت سے اس کی ایک مثال بطور دلیل کے بیان فرماتے ہیں۔

خُلاصۂ تفسیر

بیشک تمھارے (استدلال کے) لئے بڑا نمونہ ہے دو گروہوں (کے واقعہ) میں جو کہ باہم (بدر کی لڑائی میں) ایک دوسرے سے مقابل ہوئے تھے، ایک گروہ تو (یعنی مسلمان) اللہ کی راہ میں لڑتے تھے اور دوسرا گروہ کافر لوگ تھے (اور کافر اس قدر زیادہ تھے کہ یہ کافر اپنے (گروہ) کو دیکھ رہے تھے کہ ان مسلمانوں سے کئی حصے (زیادہ) ہیں (اور دیکھنا بھی کچھ وہم و خیال کا نہیں بلکہ) کھلی آنکھوں دیکھنا (جس کے واقعی ہونے میں شبہ نہیں تھا، لیکن کفار کا باوجود اس قدر زیادہ عدد ہونے کے پھر بھی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غالب کیا) اور (غالب اور مغلوب کرنا محض قبضۂ خداوندی میں ہے) اللہ تعالیٰ اپنی امداد سے جس کو چاہتے ہیں قوت دیدیتے ہیں (سو) بلاشک اس (واقعہ) میں بڑی عبرت ہے (اور نمونہ) ہے دیکھنے والوں کے لئے۔

معارف و مسائل

اس آیت میں جنگِ بدر کی کیفیت کو بیان کیا گیا ہے، جس میں کفار تقریباً ایک ہزار تھے جن کے پاس سات سو اونٹ اور ایک سو گھوڑے تھے، دوسری طرف مسلمان مجاہدین

تین سو سے کچھ اوپر تھے، جن کے پاس کُل ستر اونٹ، دو گھوڑے، چھ زرہیں اور آٹھ تلواریں تھیں، اور تماشہ یہ تھا کہ ہر ایک فریق کو حریف مقابل اپنے سے دوگنا نظر آتا تھا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ کفار کے دل مسلمانوں کی کثرت کا تصور کر کے مرعوب ہو رہے تھے، اور مسلمان اپنے دوگنی تعداد دیکھ کر اور زیادہ حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے، اور کامل توکل و استقلال سے خدا کے وعدہ "اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ" (۸: ۶۶) پر اعتماد کر کے فتح و نصرت کی امید رکھتے تھے، اگر ان کی پوری تعداد جو تین گنی تھی منکشف ہو جاتی تو ممکن تھا خوف طاری ہو جاتا، اور یہ فریقین کا دوگنی تعداد دیکھنا بعض احوال میں تھا، ورنہ بعض احوال وہ تھے جب ہر ایک کو دوسرے فریق کی جمعیت کم محسوس ہوئی، جیسا کہ سورۃ انفال میں آئے گا۔

بہرحال ایک قلیل اور بے سر و سامان جماعت کو ایسی مضبوط جمعیت کے مقابلے میں ان پیشینگوئیوں کے موافق جو مکہ میں کی گئی تھیں اس طرح کامیاب کرنا، آنکھیں رکھنے والوں کے لئے بہت بڑا عبرتناک واقعہ ہے (فوائد علامہ عثمانیؒ)

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَ

فریفتہ کیا ہے لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے جیسے عورتیں اور بیٹے اور

الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ

خزانے جمع کئے ہوئے سونے اور چاندی کے اور گھوڑے

الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ

نشان لگائے ہوئے اور مویشی اور کھیتی یہ فائدہ اٹھانا ہے دنیا کی زندگی میں

وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ⑭ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ

اور اللہ ہی کے پاس ہے اچھا ٹھکانا، کہہ دے کیا بتاؤں میں تم کو اس سے

ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

بہتر پرہیزگاروں کے لئے اپنے رب کے ہاں باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ

ہیں ہمیشہ رہیں گے اُن میں اور عورتیں ہیں ستھری اور رضامندی

مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ⑮ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ

اللہ کی اور اللہ کی نگاہ میں ہیں بندے وہ جو کہتے ہیں اے رب ہمارے

اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ⑯ اَلصّٰبِرِيْنَ

ہم ایمان لائے ہیں سو بخش دے ہم کو گناہ ہمارے اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے اور صبر کرنیوالے ہیں

وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ

اور سچے اور حکم بجالانے والے اور خرچ کرنے والے اور گناہ بخشوانے والے

بِالْاَسْحَارِ ⑰

پچھلی رات میں

خُلاصۂ تفسیر

ربطِ آیات پہلی آیتوں میں کفار و مشرکین کی مخالفت اور ان کے مقابلہ میں جہاد کا ذکر تھا، اور ان آیات میں اسلام و ایمان کی مخالفت اور تمام بداعمالیوں کی اصل منشاء کو بیان فرمایا گیا ہے کہ وہ حُبِّ دنیا ہے، کوئی جاہ و مال کے لالچ میں حق کی مخالفت اختیار کرتا ہے، کوئی نفسانی خواہشات کی وجہ سے اور کوئی اپنی آبائی رسوم کی محبت کے سبب حق کے مقابلہ پر کھڑا ہو جاتا ہے، اور ان ساری چیزوں کا خلاصہ ہے حُبِّ دنیا، مختصر تفسیر ان آیات کی یہ ہے:۔

خوشنما معلوم ہوتی ہے (اکثر) لوگوں کو محبت مرغوب چیزوں کی (مثلاً) عورتیں ہوئیں بیٹے ہوئے، لگے ہوئے ڈھیر ہوئے سونے اور چاندی کے، نشان لگے ہوئے گھوڑے ہوئے (یا دوسرے) مویشی ہوئے اور زراعت ہوئی (لیکن) یہ سب استعمالی چیزیں ہیں دنیوی زندگانی کی اور انجام کار کی خوبی (کی چیز) تو اللہ ہی کے پاس ہے (جو بعد موت کے کام آوے گی جس کی تفصیل اگلی آیت میں آتی ہے) آپ (ان لوگوں سے یہ) فرما دیجئے کیا میں تم کو ایسی چیز بتلا دوں جو (بدرجہا) بہتر ہو ان (مذکورہ) چیزوں سے (سو سنو) ایسے لوگوں کے لئے جو (اللہ تعالیٰ سے) ڈرتے ہیں ان کے مالک (حقیقی) کے پاس ایسے باغ ہیں (یعنی بہشت) جن کی پائین میں نہریں جاری ہیں ان (بہشتوں) میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے، (اور ان کے لئے) ایسی بیبیاں ہیں جو (ہر طرح) صاف ستھری کی ہوئی ہیں اور (ان کے لئے) خوشنودی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھتے (بھالتے) ہیں، بندوں (کے حال) کو (اس لئے ڈرنے والوں کو یہ نعمتیں دیں گے، آگے ان ڈرنے والوں کی بعض

تفصیل صفات ذکر کی جاتی ہیں) (یہ) ایسے لوگ (ہیں) جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو آپ ہمارے گناہوں کو معاف کر دیجئے، اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیجئے (اور وہ لوگ) صبر کرنے والے ہیں اور راستباز ہیں اور (اللہ تعالیٰ کے سامنے) فروتنی کرنے والے ہیں، اور (نیک کاموں میں مال کے) خرچ کرنے والے ہیں، اور اخیر شب میں (اٹھ اٹھ کر) گناہوں کی معافی چاہنے والے ہیں۔

معارف و مسائل

دنیا کی محبت فطری ہے مگر اس میں غلو مہلک ہے

حدیث میں ارشاد ہے، "حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَةٍ" یعنی دنیا کی محبت ہر برائی کا سرچشمہ ہے" پہلی آیت میں دنیا کی چند اہم مرغوب چیزوں کا نام لے کر بتلایا گیا ہے کہ لوگوں کی نظروں میں ان کی محبت خوش نما بنا دی گئی ہے، اس لئے بہت سے لوگ اس کی ظاہری رونق پر فریفتہ ہو کر آخرت کو بھلا بیٹھتے ہیں، جن چیزوں کا نام اس جگہ لیا گیا ہے وہ عام طور پر انسانی رغبت و محبت کا مرکز ہیں، جن میں سب سے پہلے عورت کو اور اس کے بعد اولاد کو بیان کیا گیا ہے، کیونکہ دنیا میں انسان جتنی چیزوں کے حاصل کرنے کی فکر میں لگا رہتا ہے ان سب کا اصلی سبب عورت یا اولاد کی ضرورت ہوتی ہے اس کے بعد سونے چاندی اور مویشی اور کھیتی کا ذکر ہے، کہ یہ دوسرے نمبر میں انسان کی رغبت و محبت کا مرکز ہوتے ہیں۔

خلاصہ و مطلب آیت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کی محبت طبعی طور پر انسان کے دلوں میں ڈال دی ہے، جس میں ہزاروں حکمتیں ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ اگر انسان طبعی طور پر ان چیزوں کی طرف مائل اور ان سے محبت کرنے والا نہ ہوتا تو دنیا کا سارا نظام درہم و برہم ہو جاتا، کسی کو کیا غرض تھی کہ کھیتی کرنے کی مشقت اٹھاتا، یا مزدوری و صنعت کی محنت برداشت کرتا، یا تجارت میں اپنا روپیہ اور محنت صرف کرتا، دنیا کی آبادی اور بقا اس میں مضمر تھی کہ لوگوں کی طبائع میں ان چیزوں کی محبت پیدا کر دی جائے جس سے وہ خود بخود ان چیزوں کے مہیا کرنے اور باقی رکھنے کی فکر میں پڑ جائیں، صبح اٹھ کر مزدور اس فکر میں گھر سے نکلتا ہے کہ کچھ پیسے کمائے، مالدار اس فکر میں گھر سے نکلتا ہے کہ پیسے خرچ کر کے کوئی مزدور لائے جس سے اپنا کام نکالے، تاجر بہتر سے بہتر سامان مہیا کر کے گاہک کے انتظار میں بیٹھتا ہے کہ پیسے حاصل کرے، گاہک سو کوششیں کر کے پیسے لیکر بازار پہونچتا ہے کہ اپنی ضروریات کا سامان خریدے، غور کیا جائے تو سب کو دنیا کی انھیں مرغوبات کی محبت نے اپنے اپنے

گھر سے نکالا، اور دنیا کے تمدنی نظام کو نہایت مضبوط و مستحکم اصول پر قائم کر دیا ہے۔

دوسری حکمت یہ بھی ہے کہ اگر دنیوی نعمتوں سے رغبت و محبت انسان کے دل میں نہ ہو تو اس کو اخروی نعمتوں کا نہ ذائقہ معلوم ہوگا نہ اُن میں رغبت ہوگی، تو پھر اس کو کیا ضرورت کہ وہ نیک اعمال کی کوشش کر کے جنت حاصل کرے، اور بُرے اعمال سے پرہیز کر کے دوزخ سے بچے

تیسری حکمت اور وہی اس جگہ زیادہ قابلِ نظر ہے یہ ہے کہ ان چیزوں کی محبت طبعی طور پر انسان کے دل میں پیدا کر کے انسان کا امتحان لیا جائے کہ کون ان چیزوں کی محبت میں مبتلا ہو کر آخرت کو بھلا بیٹھتا ہے، اور کون ہے جو ان چیزوں کی اصل حقیقت اور ان کے آنی فانی ہونے پر مطلع ہو کر ان کی فکر بقدر ضرورت کرے، اور ان کو آخرت کی درستی کے کام میں لگائے، قرآن مجید کے ایک دوسرے مقام میں خود اس تزیین کی یہی حکمت بتلائی گئی ہے، ارشاد ہے:

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝ (۱۸: ۷)	"یعنی ہم نے بنایا جو زمین پر ہیں زمین کی زینت، تاکہ ہم لوگوں کی آزمائش کریں کہ ان میں سے کون اچھا عمل کرتا ہے"

اس آیت سے معلوم ہو گیا کہ دنیا کی ان مرغوب چیزوں کو انسان کے لئے مزین کر دینا بھی ایک فعلِ خداوندی ہے، جو بہت سی حکمتوں پر مبنی ہے، اور بعض آیات جن میں اس قسم کی تزیین کو شیطان کی طرف منسوب کیا گیا ہے، جیسے زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ (۲۷: ۲۴) ان میں ایسی چیزوں کی تزیین مراد ہے جو شرعاً اور عقلاً بُری ہیں، یا تزیین کا وہ درجہ مراد ہے جو حد سے بڑھ جانے کی وجہ سے بُرا ہے، ورنہ مباحات کو مزین کر دینا مطلقاً بُرا نہیں، بلکہ اس میں بہت سے فوائد بھی ہیں، اسی لئے بعض آیات میں اس تزیین کو صراحۃً حق تعالیٰ کی طرف منسوب کیا گیا ہے، جیسے ابھی بیان کیا گیا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ دنیا کی لذیذ اور مرغوب چیزوں کو حق تعالیٰ نے اپنے فضل و حکمت سے انسان کے لئے مزین فرما کر ان کی محبت اس کے دل میں ڈال دی، جس میں بہت سی حکمتوں میں ایک یہ بھی ہے کہ انسان کا امتحان لیا جائے کہ ان سرسری اور ظاہری مرغوبات اور اس کی چند روزہ لذت میں مبتلا ہونے کے بعد وہ اپنے اور ان سب چیزوں کے رب اور خالق و مالک کو یاد رکھتا ہے، اور ان چیزوں کو اس کی معرفت اور محبت کا ذریعہ بناتا ہے یا انہی کی محبت میں اُلجھ کر اصلی مالک و خالق کو اور آخرت میں اس کے سامنے پیشی اور حساب و کتاب کو بھلا بیٹھتا ہے، پہلا آدمی وہ ہے جس نے دنیا سے بھی فائدہ اٹھایا

اور آخرت میں بھی کامیاب رہا، دنیا کی مرغوبات اس کے لئے سنگِ راہ بننے کے بجائے سنگِ میل بن کر فلاحِ آخرت کا ذریعہ بن گئیں اور دوسرا شخص وہ ہے جس کے لئے یہی چیزیں حیاتِ آخرت کی بربادی اور دائمی عذاب کا سبب بن گئیں، اور اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو یہ چیزیں دنیا میں بھی اس کے لئے عذاب ہی بن جاتی ہیں، قرآن کریم میں ایسے ہی لوگوں کے متعلق ارشاد ہے:

فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُم بِهَا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا - (۹ : ۵۵)

"یعنی آپ ان کافروں کے مال اور اولاد سے متعجب ہوں کیونکہ ان نافرمانوں کو مال اولاد دینے سے کچھ ان کا بھلا نہیں ہوا، بلکہ یہ اموال اولاد آخرت میں تو ان کے لئے عذاب بنیں گے ہی دنیا میں بھی رات دن کی فکروں اور مشاغل کے باعث عذاب ہی بن جاتے ہیں"۔

الغرض دنیا کی جن چیزوں کو حق تعالیٰ نے انسان کے لئے مزین اور مرغوب بنا دیا ہے، شریعت کے مطابق اعتدال کے ساتھ ان کی طلب اور ضرورت کے موافق ان کو جمع کرنا دنیا و آخرت کی فلاح ہے، اور ناجائز طریقوں پر ان کا استعمال یا جائز طریقوں میں اتنا غلو اور انہماک جس کے سبب آخرت سے غفلت ہو جائے باعثِ ہلاکت ہے، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی کیا اچھی مثال بیان فرمائی ہے ؎

آب اندر زیرِ کشتی پشتی است
آب در کشتی ہلاکِ کشتی است

یعنی دنیا کا ساز و سامان پانی کے مانند ہے، اور اس میں انسان کا قلب ایک کشتی کی طرح ہے، پانی جب تک کشتی کے نیچے اور اردگرد ہے تو کشتی کے لئے مفید اور معین اور اس کے مقصدِ وجود کو پورا کرنے والا ہے، اور اگر پانی کشتی کے اندر داخل ہو جائے تو یہی کشتی کی غرقابی اور ہلاکت کا سامان ہو جاتا ہے، اسی طرح دنیا کے مال و متاع جب تک انسان کے دل میں غلبہ نہ پالیں، اس کے لئے دین و دنیا میں معین و مددگار ہیں، اور جس وقت اس کے دل پر چھا جائیں تو دل کی ہلاکت ہیں، اسی لئے آیتِ متذکرہ میں چند خاص مرغوبات دنیا کا ذکر کرنے کے بعد ارشاد ہوتا ہے:

ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الْمَآبِ ۝ "یعنی یہ سب چیزیں دنیوی زندگی میں صرف کام چلانے کے لئے ہیں، دل لگانے کے لئے نہیں، اور اللہ کے پاس ہے اچھا ٹھکانا، یعنی وہ ٹھکانا جہاں ہمیشہ رہنا ہے، اور جس کی نعمتیں اور لذتیں نہ فنا ہونے والی ہیں نہ کم یا ضعیف ہونے والی۔

دوسری آیت میں اسی مضمون کی مزید توضیح کرنے کے لئے فرمایا:

قُلْ أَؤُنَبِّئُكُم بِخَيْرٍ مِّن ذَٰلِكُمْ ۚ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَأَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۝ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے ارشاد ہے کہ آپ ان لوگوں سے جو دنیا کی ناقص اور فانی نعمتوں میں مست ہو گئے ہیں فرما دیجئے کہ میں تمہیں ان سے بہت بہتر نعمتوں کا پتہ دیتا ہوں، جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں اور اس کے فرمانبرداروں کو ملیں گی، وہ نعمتیں سرسبز باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، اور ہر قسم کی گندگی سے پاک و صاف بیبیاں ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی ہے، پچھلی آیت میں دنیا کی چھ بڑی نعمتوں کو شمار کیا گیا تھا کہ لوگ ان کی محبت میں مست ہیں، یعنی عورتیں، اولاد اور سونے چاندی کے ڈھیر اور عمدہ گھوڑے اور مویشی اور کھیتی، ان کے مقابلے میں آخرت کی نعمتوں میں بظاہر تین چیزوں کا بیان آیا، اوّل جنت کے سرسبز باغات، دوسرے پاک صاف عورتیں، تیسرے رضائے خداوندی باقی چیزوں میں سے اولاد کا ذکر اس لئے نہیں کیا گیا کہ دنیا میں تو انسان اولاد کی محبت اس لئے کرتا ہے کہ اولاد سے اس کو اپنے کاموں میں مدد ملتی ہے، اور اس کے بعد اس سے اس کا نام زندہ رہتا ہے، آخرت میں نہ اس کو کسی کی مدد کی ضرورت رہے گی، نہ یہ فنا ہو گا کہ اپنے بعد کے لئے کسی ولی یا وارث کی تلاش ہو، اس کے علاوہ دنیا میں جس کی اولاد ہے وہ سب اس کو جنت میں مل جائے گی، اور جس کی اولاد دنیا میں نہیں ہے اس کو اوّل تو آخرت میں اولاد کی خواہش ہی نہیں ہو گی، اور کسی کو خواہش ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ بھی دیدیں گے، جامع ترمذی کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی جنتی کو اولاد کی خواہش ہو گی تو بچہ کا حمل پھر ولادت، پھر اس کا بڑا ہو جانا یہ سب تھوڑی دیر میں ہو جائے گا، اور اس کا مقصد پورا کر دیا جائے گا۔

اسی طرح جنت میں سونے چاندی کا ذکر اس لئے نہیں کیا کہ دنیا میں تو سونا چاندی اس لئے مطلوب ہے کہ اس کے بدلہ میں دنیا کا سامان خریدا جاتا ہے، اور ہر ضرورت کی چیز اسی کے ذریعہ حاصل کی جا سکتی ہے، آخرت میں نہ کسی خرید و فروخت کی ضرورت رہے گی، نہ کسی چیز کا معاوضہ دینے کی ضرورت، بلکہ جس چیز کو جنتی کا دل چاہے گا، وہ فوراً مہیا کر دی جائے گی، اس کے علاوہ جنت میں خود بھی سونے چاندی کی کمی نہیں، کیونکہ روایات سے ثابت ہے کہ جنت کے بعض محلات ایسے ہوں گے جن کی ایک اینٹ سونے کی اور دوسری چاندی کی ہو گی، بہرحال آخرت کے لحاظ سے وہ کوئی قابلِ ذکر چیز نہیں سمجھی گئی۔

اسی طرح گھوڑوں کا کام دنیا میں تو یہ ہے کہ ان پر سواری کر کے مسافتِ سفر قطع کی جائے وہاں نہ سفر کی ضرورت نہ کسی سواری کی، البتہ احادیثِ صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ اہلِ جنت کو جمعہ کے روز عمدہ گھوڑے سواری کے لئے پیش کئے جائیں گے، جن پر سوار ہو کر اہلِ جنت اپنے اعزاء و احباب سے ملاقات کے لئے جایا کریں گے۔

خلاصہ یہ ہے کہ وہاں گھوڑے کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتے، جن کا ذکر کیا جائے، اسی طرح مویشی جو کھیتی کا کام دیتے ہیں یا دودھ کا، یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ نے جنت میں بغیر ان مویشی کے واسطے کے خود عطا فرما دی ہیں۔

یہی حال کھیتی کا ہے کہ دنیا میں تو کھیتی کی مشقت مختلف اجناس کے پیدا کرنے کے لئے اٹھائی جاتی ہے جنت میں یہ ساری اجناس خود بخود مہیا ہوں گی، وہاں کسی کو کھیتی کی ضرورت ہی کیا ہوگی، اور کسی کو خواہ مخواہ کھیتی ہی سے محبت ہو تو اس کے لئے یہ بھی ہو جائے گا، جیسا کہ طبرانی کی بعض روایاتِ حدیث میں ہے کہ اہلِ جنت میں سے ایک شخص کھیتی کی تمنا کرے گا تو سارا کھیتی کا سامان جمع کر دیا جائے گا، پھر کھیتی کا بونا، اُگانا، پکنا اور کاٹنا یہ سب چند منٹ میں ہو کر سامنے آجائے گا، اس لئے نعمائے آخرت میں صرف جنت اور جنت کی حوروں کا ذکر کر دینا کافی سمجھا گیا، کیونکہ اہلِ جنت کے لئے قرآن کریم میں یہ وعدہ بھی ہے کہ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ (۴۳: ۷۱)، یعنی ان کو ہر وہ چیز ملے گی جس کی وہ خواہش کریں گے، اس جامع اعلان کے بعد کسی خاص نعمت کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں رہتی، لیکن ان میں سے چند مخصوص نعمتوں کا ذکر کر دیا گیا جو ہر جنتی کو بے مانگے ملیں گی، یعنی جنت کے سرسبز باغات اور حسین جمیل عورتیں اور ان جامع نعمتوں کے بعد ایک سب سے بڑی نعمت کا ذکر کیا گیا، جس کا عام طور پر انسان کو تصور بھی نہیں ہوتا، اور وہ اللہ تعالیٰ کی دائمی رضا و خوشنودی ہے جس کے بعد ناراضی کا خطرہ نہیں رہتا، چنانچہ حدیث میں ہے کہ جب سب اہلِ جنت جنت پہونچ کر مسرور و مطمئن ہو چکیں گے، اور کوئی تمنا نہ رہے گی جو پوری نہ کر دی گئی ہو تو اس وقت حق تعالیٰ خود ان اہلِ جنت کو خطاب فرمائیں گے کہ اب تم راضی اور مطمئن ہو کسی اور چیز کی ضرورت تو نہیں؟ وہ عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار آپ نے اتنی نعمتیں عطا فرما دی ہیں کہ اس کے بعد اور کسی چیز کی کیا ضرورت رہ سکتی ہے، حق تعالیٰ فرمائیں گے کہ اب میں تم کو ان سب نعمتوں سے بالاتر ایک اور نعمت دیتا ہوں، وہ یہ کہ تم سب کو میری رضا اور قرب دائمی طور پر حاصل ہے، اب ناراضی کا کوئی خطرہ نہیں، اس لئے نعمائے جنت کے سلب ہو جانے کا یا کم ہو جانے کا بھی خطرہ نہیں۔

۳

انہی دو آیتوں کا خلاصہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ وَّمَلْعُوْنٌ مَّا فِيْهَا اِلَّا مَا ابْتُغِيَ بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ اِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ اَوْ عَالِمًا اَوْ مُتَعَلِّمًا۔

"دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے بجز ان چیزوں کے جن کو اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کا ذریعہ بنا لیا جائے، اور ایک روایت میں ہے کہ بجز ذکر اللہ کے اور اس چیز کے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو اور بجز عالم اور طالب علم کے۔"

یہ حدیث ابن ماجہ اور طبرانی نے بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نقل فرمائی ہے۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ

اللہ نے گواہی دی کہ کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا اور فرشتوں نے اور علم والوں نے بھی

قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۞۱۸ اِنَّ

وہی حاکم انصاف کا ہے کسی کی بندگی نہیں سوا اس کے زبردست ہے حکمت والا۔ بیشک

الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۣ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

دین جو ہے اللہ کے یہاں سو یہی مسلمانی حکمبرداری اور مخالف نہیں ہوئے کتاب

الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ

والے مگر جب ان کو معلوم ہو چکا آپس کی ضد اور حسد سے

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۞۱۹

اور جو کوئی انکار کرے اللہ کے حکموں کا تو اللہ جلدی حساب لینے والا ہے۔

خلاصۂ تفسیر

ربطِ آیات

سابقہ آیات میں توحید کا بیان ہوا ہے، مذکورہ آیتوں میں سے پہلی آیت میں بھی توحید خداوندی کا مضمون ایک خاص انداز سے بیان فرمایا گیا ہے کہ اس پر تین شہادتوں کا ذکر ہے، ایک خود اللہ جل شانہ کی شہادت دوسرے اس کے فرشتوں کی، تیسرے اہلِ علم کی، اللہ جل شانہ کی شہادت تو بطور مجاز ہے، مراد یہ ہے کہ اللہ جل شانہ کی ذات و صفات اور اس کے تمام مظاہر و مصنوعات اللہ تعالیٰ کی توحید کی کھلی نشانیاں ہیں!

ہر گیاہے کہ از زمیں روید ؏ وحدہٗ لاشریک لہٗ گوید

اس کے علاوہ اس کی طرف سے بھیجے ہوئے رسول اور کتابیں بھی اس کی توحید پر شاہد ہیں، اور یہ سب چیزیں حق تعالیٰ کی طرف سے ہیں تو گویا خود اس کی شہادت اس بات پر ہے کہ اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔

دوسری شہادت فرشتوں کی ذکر کی گئی ہے، جو اللہ تعالیٰ کے مقرب اور اس کے تکوینی امور کے اہلکار ہیں، وہ سب کچھ جان کر اور دیکھ کر شہادت دیتے ہیں کہ لائق عبادت اللہ تعالیٰ شانہٗ کے سوا کوئی نہیں۔

تیسری شہادت اہلِ علم کی ہے کہ اہلِ علم سے مراد انبیاء علیہم السلام اور عام علماءِ اسلام ہیں، اسی لئے امام غزالیؒ اور ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ اس میں علماء کی بڑی فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شہادت کو اپنی اور اپنے فرشتوں کی شہادت کے ساتھ ذکر فرمایا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اہلِ علم سے مطلق وہ لوگ مراد ہوں جو علمی اصول پر صحیح نظر کرکے یا کائناتِ عالم میں غور و فکر کرکے حق جل وعلا شانہٗ کی وحدانیت کا علم حاصل کر سکیں، اگرچہ وہ ضابطہ کے عالم نہ ہوں اور دوسری آیت میں اللہ کے نزدیک صرف دینِ اسلام کا مقبول ہونا اس کے سوا کسی دین و مذہب کا مقبول نہ ہونا بیان کرکے مضمونِ توحید کی تکمیل فرمائی، اور اس سے اختلاف کرنے والوں کی تباہ حالی بیان فرمائی، مختصر تفسیر ان دونوں آیتوں کی یہ ہے:

گواہی دی ہے اللہ نے (کتب سماویہ میں) اس (مضمون) کی کہ بجز اس ذات (پاک) کے کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں، اور فرشتوں نے بھی (اپنے ذکر و تسبیح میں اس کی گواہی دی ہے، کیونکہ ان کے اذکار توحید سے بھرے ہوئے ہیں) اور (دوسرے) اہلِ علم نے بھی (اپنی تقریرات و تحریرات میں اس کی گواہی دی ہے، جیسا کہ ظاہر ہے) اور معبود بھی وہ اس شان کے ہیں کہ (ہر چیز کا) اعتدال کے ساتھ انتظام رکھنے والے ہیں (اور پھر کہا جاتا ہے کہ) ان کے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں وہ زبردست ہیں، حکمت والے ہیں، بلاشبہ دین (حق اور مقبول) اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے اور (اس کے حق ہونے میں اہلِ اسلام کے ساتھ) اہلِ کتاب نے جو اختلاف کیا (اس طرح سے کہ اسلام کو باطل کہا) تو ایسی حالت کے بعد کہ ان کو (اسلام کے حق ہونے کی) دلیل پہونچ چکی تھی محض ایک دوسرے سے بڑھنے کی وجہ سے، (یعنی اسلام کے حق ہونے میں کوئی وجہ شبہ کی نہیں ہوئی، بلکہ ان میں مادہ دوسروں سے بڑا بننے کا ہے اور اسلام لانے میں یہ سرداری جو ان کو اب عوام پر حاصل ہے فوت ہوتی تھی، اس لئے اسلام کو قبول نہیں کیا، بلکہ اُلٹا اس کو باطل بتلانے لگے) اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے احکام کا انکار کرے گا (جیسا ان لوگوں نے کیا) تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت جلد

اس کا حساب لینے والے ہیں (اور ظاہر ہے کہ ایسے شخص کے حساب کا انجام عذاب ہوگا)۔

معارف و مسائل

آیت شہد اللہ الخ کے فضائل یہ آیتِ شہادت ایک خاص شان رکھتی ہے، امام تفسیر بغویؒ نے نقل کیا ہے کہ یہود کے دو بڑے عالم ملکِ شام سے مدینہ طیبہ میں وارد ہوئے، مدینہ کی بستی کو دیکھ کر آپس میں تذکرہ کرنے لگے کہ یہ بستی تو اس طرح کی ہے جس کے لئے تورات میں پیشگوئی آئی ہے کہ اس میں نبی آخر الزمانؐ قیام پذیر ہوں گے، اس کے بعد ان کو اطلاع ملی کہ یہاں کوئی بزرگ ہیں جن کو لوگ نبی کہتے ہیں، یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپؐ پر نظر پڑتے ہی وہ تمام صفات سامنے آگئیں جو تورات میں آپؐ کے لئے بتلائی گئی تھیں، حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپؐ محمدؐ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں، پھر عرض کیا کہ آپؐ احمدؐ ہیں، آپؐ نے فرمایا ہاں، میں محمد ہوں اور احمد ہوں، پھر عرض کیا کہ ہم آپؐ سے ایک سوال کرتے ہیں، اگر آپؐ اس کا صحیح جواب دیں تو ہم ایمان لے آئیں گے، آپؐ نے فرمایا دریافت کرو، انھوں نے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سب سے بڑی شہادت کونسی ہے؟ اس سوال کے جواب کے لئے یہ آیتِ شہادت نازل ہوئی، آپؐ نے ان کو پڑھ کر سنادی، یہ دونوں اسی وقت مسلمان ہوگئے۔

مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ عرفات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی تو اس کے بعد فرمایا:

وَاَنَا عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ یَا رَبِّ (ابن کثیر)	"یعنی اے پروردگار! میں بھی اس پر شاہد ہوں"

اور امام اعمشؒ کی ایک روایت سے معلوم ہوا کہ جو شخص اس آیت کی تلاوت کے بعد یہ کہے کہ انا علی ذٰلک من الشّٰھدین۔ تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرشتوں سے فرمائیں گے کہ میرے بندے نے ایک عہد کیا ہے، اور میں عہد پورا کرنے والوں میں سب سے زیادہ ہوں، اس لئے میرے بندے کو جنت میں داخل کردو" (ابن کثیر)

اور حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی حدیث میں ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہر نماز فرض کے بعد آیۃ الکرسی اور آیت شَهِدَ اللّٰهُ اور قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ سے بِغَيْرِ حِسَابٍ (۳: ۲۶، ۲۷) تک پڑھا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے سب گناہ معاف فرمائیں گے اور جنت میں جگہ دیں گے اور اس کی ستر حاجتیں پوری فرمائیں گے، جن میں سے کم سے کم حاجت

اس کی مغفرت ہے" (روح المعانی بحوالہ دیلمی)

دین اور اسلام کے الفاظ کی تشریح

عربی زبان میں لفظ دین کے چند معنی ہیں، جس میں ایک معنی ہیں طریقہ اور روش، قرآن کی اصطلاح میں لفظ دین ان اصول و احکام کے لئے بولا جاتا ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک سب انبیاء میں مشترک ہیں، اور لفظ "شریعت" یا "منہاج" یا بعد کی اصطلاحات میں لفظ "مذہب" فروعی احکام کے لئے بولے جاتے ہیں، جو مختلف زمانوں اور مختلف امتوں میں مختلف ہوتے چلے آئے ہیں، قرآن کریم کا ارشاد ہے،

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا (۴۲: ۱۳)

"یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے وہی دین جاری فرمایا جس کی وصیت تم سے پہلے نوح علیہ السلام کو اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو کی گئی تھی"

اس سے معلوم ہوا کہ دین سب انبیاء علیہم السلام کا ایک ہی تھا، یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کے جامع کمالات اور تمام نقائص سے پاک ہونے اور اس کے سوا کسی کا لائق عبادت نہ ہونے پر دل سے ایمان اور زبان سے اقرار، روز قیامت اور اس میں حساب کتاب اور جزاء و سزا اور جنت و دوزخ پر دل سے ایمان لانا اور زبان سے اقرار کرنا، اس کے بھیجے ہوئے ہر نبی و رسول اور ان کے لائے ہوئے احکام پر اسی طرح ایمان لانا۔

اور لفظ "اسلام" کے اصلی معنی ہیں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا، اور اس کے تابع فرمان ہونا، اس معنی کے اعتبار سے ہر نبی و رسول کے زمانہ میں جو لوگ ان پر ایمان لائے اور ان کے لائے ہوئے احکام میں ان کی فرمانبرداری کی وہ سب مسلمان اور مسلم کہلانے کے مستحق تھے، اور ان کا دین دین اسلام تھا، اسی معنی کے لحاظ سے حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا، وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (سورۂ یونس ۷۲) اور اسی لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے آپ کو اور اپنی امت کو امت مسلمہ فرمایا، رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ص (۲: ۱۲۸)

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین نے اسی معنی کے اعتبار سے کہا تھا، وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (آل عمران، ۵۲)

اور بعض اوقات یہ لفظ خصوصیت سے اس دین و شریعت کے لئے بولا جاتا ہے جو سب سے آخر میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے، اور جس نے پچھلی تمام شرائع کو منسوخ کر دیا اور جو قیامت تک باقی رہے گا، اس معنی کے اعتبار سے یہ لفظ صرف دین محمدی

اور امت محمدیہ کے لئے مخصوص ہو جاتا ہے، جبرئیل علیہ السلام کی ایک حدیث جو تمام کتب حدیث میں مشہور ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی یہی خاص تفسیر بیان فرمائی ہے، آیت مذکورہ کے لفظ "الاسلام" میں بھی دونوں معنی کا احتمال ہے پہلے معنے لئے جائیں تو مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول دین صرف دین اسلام ہے، یعنی اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے تابع فرمان بنانا اور ہر زمانہ میں جو رسول آئے اور وہ جو کچھ احکام لائے اس پر ایمان لانا اور اس کی تعمیل کرنا اس میں دین محمدی کی اگرچہ تخصیص نہیں، لیکن عام قاعدہ کے ماتحت حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے بعد ان پر اور ان کے لائے ہوئے تمام احکام پر ایمان و عمل بھی اس میں داخل ہو جاتا ہے جس کا حاصل یہ ہوگا کہ نوح علیہ السلام کے زمانہ میں دین مقبول وہ تھا جو نوح علیہ السلام لائے، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں وہ جو ابراہیم علیہ السلام لے کر آئے، اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا اسلام وہ تھا جو الواح تورات اور موسوی تعلیمات کی صورت میں آیا، اور عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا اسلام وہ جو انجیل اور عیسوی ارشادات کے رنگ میں نازل ہوا اور آخر میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا اسلام وہ ہوگا جو قرآن و سنت کے بتلائے ہوئے نقشہ پر مرتب ہوا۔

خلاصہ یہ ہوا کہ ہر نبی کے زمانہ میں ان کا لایا ہوا دین ہی دین اسلام اور عند اللہ مقبول تھا، جو بعد میں یکے بعد دیگرے منسوخ ہوتا چلا آیا، آخر میں خاتم الانبیاء کا دین دین اسلام کہلایا، جو قیامت تک باقی رہے گا، اور اگر اسلام کے دوسرے معنی لئے جائیں یعنی وہ شریعت جو حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم لے کر تشریف لائے تو آیت کا مفہوم یہ ہو جاتا ہے کہ اس زمانہ میں صرف وہی اسلام مقبول ہے، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق ہے، پچھلے ادیان کو بھی اگرچہ اُن کے اوقات میں اسلام کہا جاتا تھا، مگر اب منسوخ ہو چکے ہیں۔ اور دونوں صورتوں میں نتیجہ کلام ایک ہی ہے، کہ ہر پیغمبر کے زمانہ میں اللہ کے نزدیک مقبول دین وہ اسلام ہے جو اس پیغمبر کی وحی اور تعلیمات کے مطابق ہو اس کے سوا دوسرا کوئی دین مقبول نہیں خواہ وہ پچھلی منسوخ شدہ شریعت ہی ہو، اگلے زمانہ کے لئے وہ اسلام کہلانے کی مستحق نہیں، شریعت ابراہیم علیہ السلام ان کے زمانہ میں اسلام تھی، موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں اس شریعت کے جو احکام منسوخ ہو گئے وہ اب اسلام نہیں رہے، اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں شریعت موسویہ کا اگر کوئی حکم منسوخ ہوا ہے تو وہ اب اسلام نہیں، ٹھیک اسی طرح خاتم الانبیاء

صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں شرائع سابقہ کے جو احکام منسوخ ہوگئے وہ اب اسلام نہیں رہے، اس لئے جو امت قرآن کی مخاطب ہے اس کے لئے اسلام کے معنے عام لئے جائیں یا خاص، دونوں کا حاصل یہی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد صرف دین اسلام کہلانے کا مستحق وہ ہے جو قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق ہو اور وہی اللہ کے نزدیک مقبول ہے، اس کے سوا کوئی دین مقبول اور ذریعۂ نجات نہیں، یہ مضمون قرآن مجید کی بے شمار آیات میں مختلف عنوانات سے آیا ہے، ایک آیت کے الفاظ میں اس طرح وارد ہے:۔ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ (۳: ۸۵) "یعنی جو شخص اسلام کے سوا کوئی دین اختیار کرے گا تو وہ اس سے قبول نہ کیا جائے گا، اس کے تابع جو عمل کیا جائے گا وہ ضائع ہوگا۔"

اس زمانہ میں نجات اسلام میں منحصر ہے، غیر مسلم کے اعمالِ صالحہ اور اخلاقِ حسنہ بھی مقبول نہیں	ان آیات نے پوری وضاحت کے ساتھ اس ملحدانہ نظریہ کا خاتمہ کر دیا جس میں اسلام کی رواداری کے نام پر کفر و اسلام کو ایک کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اور یہ قرار

دیا گیا ہے کہ دنیا کا ہر مذہب خواہ یہودیت و نصرانیت ہو یا بت پرستی ہر ایک ذریعۂ نجات بن سکتا ہے، بشرطیکہ اعمالِ صالحہ اور اخلاقِ حسنہ کا پابند ہو، اور درحقیقت یہ اسلام کے اصول کو منہدم کرنا ہے، جس کا حاصل یہ ہوجاتا ہے کہ اسلام کی کوئی حقیقت ہی نہیں، محض ایک خیالی چیز ہے، جو کفر کے ہر جامہ میں بھی کھپ سکتا ہے، قرآن کریم کی ان آیات اور انہی جیسی بے شمار آیات نے کھول کر بتلا دیا ہے کہ جس طرح اجالا اور اندھیرا ایک نہیں ہوسکتے اسی طرح یہ بات نہایت نامعقول اور ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی نافرمانی اور بغاوت بھی ایسے ہی پسند ہو جیسے اطاعت و فرمانبرداری، جو شخص اصولِ اسلام میں سے کسی ایک چیز کا منکر ہے وہ بلاشبہ خدا تعالیٰ کا باغی اور اس کے رسولوںؑ کا دشمن ہے، خواہ فروعی اعمال اور رسمی اخلاق میں وہ کتنا ہی اچھا نظر آئے، نجاتِ آخرت کا مدار سب سے پہلے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی فرماں برداری پر ہے، جو اس سے محروم رہا اس کے کسی عمل کا اعتبار نہیں، قرآن مجید میں ایسے ہی لوگوں کے اعمال کے متعلق ارشاد ہے:

فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا (۱۸: ۱۰۵)	"یعنی ہم قیامت کے دن ان کے کسی عمل کا وزن قائم نہ کریں گے۔"

اس آیت میں اور اس سے پچھلی آیات میں چونکہ روئے سخن اہلِ کتاب کی طرف ہے اس لئے آخر آیت میں ان کی بیوقوفی اور غلط کاری کو اس طرح بیان فرمایا ہے:

وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۔ "یعنی اہل کتاب نے جو خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور اسلام میں خلاف اور جھگڑا ڈالا تو وہ اس وجہ سے نہیں کہ ان کو کوئی اس معاملہ میں اشتباہ رہ گیا بلکہ ان کو اپنی کتاب تورات و انجیل سے اور دوسرے ذرائع سے پوری طرح اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کا علم ہوچکا تھا، لیکن مسلمانوں سے حسد اور حبِ جاہ و مال نے ان کو اس اختلاف میں مبتلا کیا ہے۔"

آخر میں فرمایا ہے: وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۔ "یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جلد اس سے حساب لینے والے ہیں" اول تو مرنے کے بعد اس عالم کا امتحان داخلہ قبر کے اس عالم میں ہوگا جس کو برزخ کہا جاتا ہے اور پھر تفصیلی حساب قیامت میں، اس حساب و کتاب کے وقت سب جھگڑوں کی حقیقت کھل جائے گی، باطل پرستوں کو اپنی حقیقت واضح ہوجائے گی، اور پھر اس کی سزا سامنے آجائے گی۔

فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ط
پھر بھی اگر تجھ سے جھگڑیں تو کہہ دے میں نے تابع کیا اپنا منہ اللہ کے حکم پر اور انھوں نے بھی کہ جو میرے

وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ط
اور کہہ دے کتاب والوں کو اور اَن پڑھوں کو کہ تم بھی تابع ہوتے ہو،

فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ج وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ
پھر اگر وہ تابع ہوئے تو انھوں نے راہ سیدھی پائی اور اگر منہ پھیریں تو تیرے ذمہ صرف

الْبَلٰغُ ط وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝۲۰ ع
پہنچا دینا ہے، اور اللہ کی نگاہ میں ہیں بندے

ع ۱۰/۱۱

خلاصۂ تفسیر

ربطِ آیات شروع سورت میں توحید کا اثبات اور تثلیث کا رد کیا گیا تھا، ان آیات میں مشرکین اور منکرین اہل کتاب کی حجتوں کا جواب دیا گیا ہے:

(اسلام کے حق ہونے پر دلیل قائم ہونے کے بعد) پھر بھی اگر یہ لوگ آپ سے

(خواہ مخواہ کی) حجتیں نکالیں تو آپ (جواب میں) فرما دیجئے کہ (تم مانو یا نہ مانو) میں تو اپنا رُخ خاص اللہ کی طرف کر چکا اور جو میرے پیرو تھے وہ بھی (اپنا رُخ خاص اللہ کی طرف کر چکے، یہ کنایہ ہے اس سے کہ ہم سب اسلام اختیار کر چکے جس میں اعتقادِ الوہیت کے اعتبار سے قلب کا رُخ خاص اللہ ہی کی طرف ہوتا ہے، کیونکہ دوسرے مذاہب میں کچھ کچھ شرک ہو گیا تھا) اور (اس جواب کے بعد دریافت فرمانے کے طور پر) کہئے اہلِ کتاب سے اور (مشرکین) عرب سے کہ کیا تم بھی اسلام لاتے ہو سو اگر وہ لوگ اسلام لے آئیں تو وہ لوگ بھی راہ (راست) پر آجائیں گے اور اگر وہ لوگ (اس سے بدستور) روگردانی رکھیں سو (آپ اس کا بھی غم نہ کیجئے، کیونکہ) آپ کے ذمہ صرف (احکامِ خداوندی کا) پہنچا دینا ہے اور (آگے) اللہ تعالیٰ خود دیکھ (اور سمجھ) لیں گے (اپنے) بندوں کو (آپ سے کوئی باز پرس نہیں ہے)

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ

جو لوگ انکار کرتے ہیں اللہ کے حکموں کا اور قتل کرتے ہیں پیغمبروں کو

بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ

ناحق اور قتل کرتے ہیں ان کو جو حکم کرتے ہیں انصاف کرنے کا لوگوں میں سے،

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٢١﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ

سو خوشخبری سنا دے ان کو عذاب دردناک کی یہی ہیں جن کی محنت ضائع

أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ﴿٢٢﴾

ہوئی دنیا میں اور آخرت میں اور کوئی نہیں ان کا مددگار

خلاصۂ تفسیر

ربطِ آیات شروع سورۃ میں کلام کا زیادہ رُخ نصاریٰ کی طرف تھا، پھر آیتِ بالا میں الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ کا عنوان نصاریٰ اور یہود دونوں کو شامل تھا، اب ان آیات میں یہود کے بعض خاص احوال کا بیان ہے، (روح المعانی میں بروایت ابن ابی حاتم اس آیت کی تفسیر میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل نے تینتالیس نبیوں کو ایک وقت میں قتل کیا، ان کی نصیحت کیلئے ایک سو ستر بزرگ کھڑے ہوئے، اسی دن ان کا بھی کام تمام کر دیا (بیان القرآن)

بیشک جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ (جیسے یہود کہ انجیل اور قرآن کو نہیں مانتے تھے) اور قتل کرتے ہیں پیغمبروں کو (اور وہ قتل کرنا خود ان کے خیال میں بھی) ناحق (ہوتا ہے) اور (نیز) قتل کرتے ہیں ایسے شخصوں کو جو (افعال و اخلاق کے) اعتدال کی تعلیم دیتے ہیں، سو ایسے لوگوں کو خبر سنا دیجئے ایک سزائے دردناک کی (اور) یہ وہ لوگ ہیں کہ (مجموعہ افعالِ مذکورہ کے سبب سے) اُن کے سب اعمال (صالحہ) غارت ہو گئے دنیا میں (بھی) اور آخرت میں (بھی) اور (سزا کے وقت) ان کا کوئی حامی و مددگار نہ ہوگا۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ

کیا نہ دیکھا تو نے ان لوگوں کو جن کو ملا کچھ ایک حصہ کتاب کا ان کو بلاتے ہیں

إِلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِنْهُمْ

اللہ کی کتاب کی طرف تاکہ وہ کتاب ان میں حکم کرے پھر منہ پھیرتے ہیں بعضے ان میں سے

وَهُمْ مُعْرِضُونَ ﴿٢٣﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ

تغافل کرکے یہ اس واسطے کہ کہتے ہیں وہ ہم کو ہرگز نہ لگے گی آگ

إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ ۖ وَغَرَّهُمْ فِي دِينِهِمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٢٤﴾

دوزخ کی مگر چند دن گنتی کے اور بہکے ہیں اپنے دین میں اپنی بنائی باتوں پر

فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْنَاهُمْ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ وَوُفِّيَتْ كُلُّ

پھر کیا حال ہوگا جب ہم ان کو جمع کریں گے ایک دن کہ اس کے آنے میں کچھ شبہ نہیں اور پورا پاوے گا ہر کوئی

نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٢٥﴾

اپنا کیا، اور ان کی حق تلفی نہ ہوگی

خلاصۂ تفسیر

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ نے ایسے لوگ نہیں دیکھے جن کو کتاب (سماوی یعنی توراۃ) کا ایک (کافی) حصہ دیا گیا، (کہ اگر ہدایت کے طالب ہوتے تو وہ حصہ اس غرض کی تکمیل کے لئے کافی تھا) اور (اسی کتاب اللہ کی طرف اس غرض سے اُن کو بلایا بھی جاتا ہے کہ وہ ان کے درمیان (مذہبی اختلاف کا) فیصلہ کر دے پھر (بھی) ان میں سے بعض لوگ انحراف کرتے ہیں بے رُخی کرتے ہوئے (اور) یہ (بے اعتنائی) اس سبب سے ہے کہ وہ لوگ یوں

کہتے ہیں (اور یہی ان کا اعتقاد ہے) کہ ہم کو صرف گنتی کے تھوڑے دنوں تک دوزخ کی آگ لگے گی (پھر مغفرت ہو جاوے گی) اور ان کو دھوکہ میں ڈال رکھا ہے ان کی تراشی ہوئی باتوں نے (جیسے اسی تراشے ہوئے عقیدہ نے ان کو دھوکہ دیا کہ ہم انبیاء کی اولاد ہیں، اس خاندانی بزرگی سے ہماری نجات ضرور ہو جاوے گی، اس کے نتیجہ میں وہ اور کتاب اللہ سے بے اعتنائی کرنے لگے) سو (ان احوال و افعال و اقوال کفریہ کے سبب) ان کا کیا (بُرا) حال ہوگا، جب کہ ہم ان کو اس تاریخ میں جمع کر لیں گے جس (کے آنے) میں ذرا شبہ نہیں اور (اس تاریخ میں) پورا پورا بدلہ مل جاویگا (کہ بے جرم یا زیادہ از جرم سزا نہ ہوگی)

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ

تو کہہ یا اللہ مالک سلطنت کے تو سلطنت دیوے جس کو چاہے اور سلطنت

الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۫ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ

چھین لیوے جس سے چاہے اور عزت دیوے جسکو چاہے اور ذلیل کرے جسکو چاہے،

بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾ تُوْلِجُ الَّيْلَ

تیرے ہاتھ ہے سب خوبی بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے تو داخل کرتا ہے رات کو

فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۫ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ

دن میں اور داخل کرے دن کو رات میں اور تو نکالے زندہ مردہ

الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۫ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ

سے اور نکالے مردہ زندہ سے اور تو رزق دے جس کو چاہے

بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾

بے شمار

خلاصۂ تفسیر

ان آیات میں امتِ محمدیہ کو ایک دعاء و مناجات کی تلقین اس انداز سے کی گئی ہے کہ اس کے ضمن میں امتِ محمدیہ کے کفار پر غلبہ پانے کی طرف اشارہ بھی ہے، جیسا اس کے شانِ نزول سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روم و فارس فتح ہو جانے کا وعدہ فرمایا تو منافقین و یہود نے استہزاء کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، کما فی روح المعانی

عن الواحدی عن ابن عباسؓ و انسؓ۔

مختصر تفسیر ان آیات کی یہ ہے:

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، آپ اللہ تعالیٰ سے) یوں کہیے کہ اے اللہ! مالک تمام ملک کے آپ ملک (کا جتنا حصہ چاہیں) جس کو چاہیں دیدیتے ہیں اور جس (کے قبضہ) سے چاہیں ملک (کا حصہ) لے لیتے ہیں اور جسکو آپ چاہیں غالب کر دیتے ہیں اور جس کو آپ چاہیں پست کر دیتے ہیں، آپ ہی کے اختیار میں ہے سب بھلائی، بلاشبہ آپ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں، آپ (بعض موسموں میں) رات (کے اجزاء) کو دن میں داخل کر دیتے ہیں (جس سے دن بڑا ہونے لگتا ہے) اور (بعض موسموں میں) دن (کے اجزاء) کو رات میں داخل کر دیتے ہیں (جس سے رات بڑھنے لگتی ہے) اور آپ جاندار چیز کو بے جان سے نکال لیتے ہیں (جیسے بیضہ سے بچہ) اور بے جان چیز کو جاندار سے نکال لیتے ہیں (جیسے پرندے سے بیضہ) اور آپ جس کو چاہتے ہیں بے شمار رزق عطا فرماتے ہیں۔

معارف و مسائل

اس آیت کا شانِ نزول اور غزوۂ خندق کا واقعہ

بدر و احد میں مشرکینِ مکہ کی مسلسل شکست اور مسلمانوں کے خلاف ہر جد و جہد میں ناکامی کے ساتھ مسلمانوں کی مسلسل ترقی اور اسلام کی روز افزوں اشاعت نے قریشِ مکہ اور تمام غیر مسلموں میں ایک بوکھلاہٹ پیدا کر دی تھی، جس سے وہ اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہو رہے تھے، جس کا نتیجہ ایک عام سازش کی صورت میں یہ ظاہر ہوا کہ مشرکینِ عرب اور یہود و نصاریٰ سب کا ایک متحدہ محاذ مسلمانوں کے خلاف بن گیا، اور سب نے مل کر مدینہ پر یکبارگی حملہ اور فیصلہ کن جنگ کی ٹھان لی، اور ان کا بے پناہ لشکر اسلام اور مسلمانوں کو دنیا سے مٹا ڈالنے کا عزم لے کر مدینہ پر چڑھ آیا، جس کا نام قرآن میں غزوۂ احزاب اور تاریخ میں غزوۂ خندق ہے، کیونکہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کے ساتھ مشورہ سے یہ طے فرمایا تھا کہ غنیم کے راستہ میں مدینہ سے باہر خندق کھودی جائے۔

بیہقی اور ابونعیم اور ابن خزیمہ کی روایت میں ہے کہ خندق کھودنے کا کام مجاہدینِ اسلام صحابۂ کرامؓ کے سپرد ہوا تو چالیس چالیس ہاتھ لمبی خندق دس دس آدمیوں کے سپرد تھی، یہ خندق کئی میل لمبی اور خاصی گہری اور چوڑی تھی، جس کو غنیم عبور نہ کر سکے، اور کھدائی کے لئے تکمیل جلد سے جلد کرنا تھی، اس لئے جاں نثار صحابۂ کرامؓ بڑی محنت سے اس میں مشغول تھے

کر قضائے حاجت اور کھانے وغیرہ کی ضروریات کے لئے یہاں سے ہٹنا مشکل ہو رہا تھا، مسلسل بھوکے رہ کر یہ کام انجام دیا جا رہا تھا، اور یقیناً کام ایسا تھا کہ آجکل کی جدید آلات والی پلٹن بھی ہوتی تو اس تھوڑے وقت میں اس کام کا پورا کرنا آسان نہ ہوتا، مگر یہاں ایمانی طاقت کام کر رہی تھی جس نے بآسانی تکمیل کرا دی۔

سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک فرد کی حیثیت سے اس کھدائی کے کام میں شریک تھے، اتفاقاً خندق کے ایک حصہ میں پتھر کی بڑی چٹان نکل آئی، جن حضرات کے حصہ میں خندق کا یہ ٹکڑا تھا وہ اپنی پوری قوت صرف کر کے عاجز ہو گئے، تو حضرت سلمان فارسی رضؓ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کہ اب حضورؐ کا کیا حکم ہے؟ آپ اسی وقت موقع پر تشریف لائے اور کدال آہنی خود دستِ مبارک میں لے کر ایک ضرب لگائی تو اس چٹان کے ٹکڑے ہو گئے، اور ایک آگ کا شعلہ برآمد ہوا جس سے دور تک اس کی روشنی پھیل گئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اس روشنی میں حیرۂ ملک فارس کے محلات وعمارات دکھلائی گئیں، پھر دوسری ضرب لگائی، اور پھر ایک شعلہ برآمد ہوا تو فرمایا کہ اس کی روشنی میں مجھے رومیوں کے سُرخ سُرخ محلات وعمارات دکھلائی گئیں، پھر تیسری ضرب لگائی اور روشنی پھیلی تو فرمایا کہ اس میں مجھے صنعاء یمن کے عظیم محلات دکھلائے گئے، اور فرمایا کہ میں تمھیں خوشخبری دیتا ہوں کہ مجھے جبرئیل امین نے خبر دی ہے کہ میری امت ان تمام ممالک پر غالب آئے گی۔

منافقین مدینہ نے یہ سُنا تو ان کو استہزاء وتمسخر کا موقع ہاتھ آیا، مسلمانوں کا مذاق اڑایا، کہ دیکھو ان لوگوں کو جو حریف مقابل کے خوف سے خندق کھودنے میں اس طرح مشغول ہیں کہ ان کو اپنی ضروریات کا بھی ہوش نہیں اپنی جانوں کی حفاظت ان کو مشکل ہو رہی ہے، ملک فارس وروم اور یمن کی فتوحات کے خواب دیکھ رہے ہیں، حق تعالیٰ نے ان بے خبر ظالموں کے جواب میں یہ آیت نازل فرمائی، قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

جس میں مناجات ودعاء کے پیرایہ میں قوموں کے عروج وزوال اور ملکوں کے انقلاب میں حق جل وعلا شانہٗ کی قدرتِ کاملہ کا بیان ایک نہایت بلیغ انداز سے کیا گیا ہے، اور فارس وروم کی فتوحات کے بارے میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشنگوئی کے پورا ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا، اس میں دنیا کے انقلابات سے بے خبر قوموں کے عروج وزوال کی تاریخ سے ناواقف

قوم نوح اور عاد وثمود کے واقعات سے غافل اور جاہل، دشمنانِ اسلام کو تنبیہ کی گئی ہے کہ تم ظاہری شان وشوکت کے پرستار یہ نہیں جانتے کہ دنیا کی ساری طاقتیں اور حکومتیں سب ایک ذات پاک کے قبضۂ قدرت میں ہیں، عزت وذلت اسی کے ہاتھ ہے، وہ بلاشبہ اس پر قادر ہے کہ غریبوں اور فقیروں کو تخت وتاج کا مالک بنا دے، اور بڑے بڑے بادشاہوں سے حکومت ودولت چھین لے، اس کے لئے کچھ مشکل نہیں کہ آج کے خندق کھودنے والے فقیروں کو کل شام وعراق اور یمن کی حکومت عطا فرما دے ؎

ذرہ ذرہ دہر کا پابستۂ تقدیر ہے
زندگی کے خواب کی جامی یہی تعبیر ہے

جو چیزیں عادۃً بری سمجھی جاتی ہیں انجام کے اعتبار سے وہ بھی بری نہیں

آیت کے اخیر میں فرمایا بِیَدِکَ الْخَیْرُ، یعنی آپ کے ہاتھ میں ہے ہر بھلائی، شروع آیت میں چونکہ حکومت دینے اور واپس لینے کا نیز عزت اور ذلت دونوں کا ذکر تھا، اس لئے بظاہر مقتضائے مقام یہ تھا کہ اس جگہ بھی بِیَدِکَ الْخَیْرُ وَالشَّرُّ کہا جاتا، یعنی ہر بھلائی اور برائی آپ کے ہاتھ میں ہے، لیکن اس آیہ میں اس جگہ صرف لفظ "خیر" لا کر ایک اہم حقیقت کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے، وہ یہ ہے کہ جس چیز کو کوئی شخص یا کوئی قوم برائی یا مصیبت سمجھتی ہے اور وہ اس خاص قوم کے لئے موجب تکلیف ومصیبت ہوتی ہے، لیکن اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو مجموعۂ عالم کے اعتبار سے وہ برائی نہیں ہوتی، قوموں کے عروج ونزول اور اس میں مصائب کے بعد فوائد کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو عربی کے مشہور شاعر متنبی کا یہ مصرعہ ایک زندہ حقیقت بن کر سامنے آجاتا ہے کہ ؎

مَصَائِبُ قَوْمٍ عِنْدَ قَوْمٍ فَوَائِدُ
یعنی ایک قوم کے مصائب دوسری قوم کیلئے فوائد ہوتے ہیں

مجموعۂ عالم کے مصالح وفوائد پر نظر کرنے والا کسی نہ کسی درجہ میں اس حقیقت کو پا سکتا ہے کہ اس میں جتنی چیزیں خراب اور بُری سمجھی جاتی ہیں، وہ اپنی ذات میں چاہے بُری سمجھی جائیں مگر پورے عالم کو اگر ایک جسم فرض کر لیا جائے تو وہ اس کے چہرہ کے خال اور بال ہیں، خال اور بال اگر بدن سے الگ کر کے دیکھے جائیں تو ان سے زیادہ خراب کوئی چیز نہیں، لیکن ایک حسین چہرہ کا جزء ہونے کی حالت میں یہی چیزیں رونقِ حُسن ہوتی ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ جن چیزوں کو ہم بُرا کہتے ہیں اور بُرا سمجھتے ہیں ان کی برائی جزءی ہے اور خالق کائنات اور رب العالمین کی نسبت اور مجموعۂ عالم کی مصلحت کے اعتبار سے کوئی چیز شر یا خراب نہیں، کسی نے خوب کہا ہے ؎

نہیں ہے چیز نکمی کوئی زمانے میں
کوئی برا نہیں قدرت کے کارخانے میں

اس لئے اس آیت کے ختم میں صرف لفظ "خیر" پر اکتفا کر کے فرمایا گیا بِيَدِكَ الْخَيْرُ کیونکہ خالق کائنات کی حکمت اور تکوین اور مجموعہ عالم کی مصلحت کے لحاظ سے ہر چیز خیر ہی خیر ہے، یہاں تک پہلی آیت کا مضمون ختم ہوا، جس میں تمام عالم عناصر کی طاقتوں اور دنیا کی سب حکومتوں کا حق تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہونا بیان فرمایا ہے۔

دوسری آیت میں آسمانی طاقتوں اور فلکیات پر حق جل وعلا شانہٗ کی قدرت کاملہ کا احاطہ اس طرح بیان فرمایا ہے، تُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ، یعنی آپ جب چاہتے ہیں رات کے اجزاء دن میں داخل فرما کر دن کو بڑا کر دیتے ہیں، اور جب چاہتے ہیں دن کے اجزاء رات میں داخل کر کے رات بڑی کر دیتے ہیں۔

اور یہ ظاہر ہے کہ رات اور دن کے بڑے چھوٹے ہونے کا مدار آفتاب کے طلوع وغروب اور اس کی حرکات پر ہے، اس لئے اس کا حاصل یہ ہوا کہ آسمان اور اس کے متعلق سب سے بڑا ستارہ شمس اور سب سے معروف سیارہ قمر سب آپ کے احاطہ قدرت میں ہیں، پھر عالم عناصر اور دنیا کی باقی طاقتوں میں کسی شک وشبہ کی کیا گنجائش ہو سکتی ہے۔

اس کے بعد عالم روحانیت پر حق جل وعلا شانہٗ کا احاطہ قدرت اس طرح بیان فرمایا تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ "یعنی آپ زندہ کو مردہ سے نکال لیتے ہیں، جیسے بیضہ سے بچہ یا نطفہ سے انسان یا دانہ سے درخت کو نکال لیتے ہیں، اور مردہ کو زندہ سے نکال لیتے ہیں جیسے جانور سے بیضہ اور انسان سے نطفہ یا درخت سے پھل اور دانہ خشک

اور اگر زندہ اور مردہ کا مفہوم عام لیا جائے، تو عالم اور جاہل اور کامل و ناقص اور مؤمن و کافر سب کو شامل ہو جاتا ہے، جس سے حق جل وعلا شانہٗ کی قدرت کاملہ اور اس کے تصرفات تمام عالم ارواح اور روحانیات پر واضح ہو جاتے ہیں کہ وہ جب چاہیں تو کافر سے مومن یا جاہل سے عالم پیدا کر دیں اور جب چاہیں مؤمن سے کافر یا عالم سے جاہل پیدا کر دیں، آزر کے گھر میں خلیل اللہ پیدا ہو جائے، اور نوح علیہ السلام کے گھر میں ان کا بیٹا کافر رہ جائے، عالم کی اولاد جاہل رہ جائے اور جاہل کی اولاد عالم ہو جائے۔

اس تفصیل سے آپ نے معلوم کیا ہوگا کہ کیسی بلیغ ترتیب کے ساتھ حق تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا تمام کائنات عالم پر محیط ہونا ترتیب وار بیان فرمایا گیا ہے کہ پہلے عالم عناصر اور اس کی قوتوں اور حکومتوں کا ذکر آیا ہے، پھر عالم افلاک اور اس کی قوتوں کا اور ان سب کے بعد

روح اور روحانیت کا ذکر آیا ہے جو درحقیقت سارے عالم کی ساری قوتوں میں سب سے بالاتر قوت ہے، آخر آیت میں ارشاد فرمایا: وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ "یعنی آپ جس کو چاہیں بے شمار رزق عطا فرما دیں" جس کو کوئی مخلوق نہ معلوم کر سکے، اگرچہ خالق کے علم میں ذرہ ذرہ لکھا ہوا ہے۔

آیتِ مذکورہ کی مخصوص فضیلت امام بغوی نے اپنی سند کیساتھ اس جگہ ایک حدیث نقل فرمائی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد سورۃ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور آل عمران کی دو آیتیں ایک آیت شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ آخر تک اور دوسری یہ آیت قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ سے بِغَيْرِ حِسَابٍ تک پڑھا کرے تو میں اس کا ٹھکانا جنت میں بنا دوں گا، اور اس کو اپنے حظیرۃ القدس میں جگہ دوں گا، اور ہر روز اس کی طرف ستر مرتبہ نظرِ رحمت کروں گا، اور اس کی ستر حاجتیں پوری کروں گا اور ہر حاسد اور دشمن سے پناہ دوں گا، اور ان پر اس کو غالب رکھوں گا۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ

نہ بناویں مسلمان کافروں کو دوست مسلمانوں کو چھوڑ کر

وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ

اور جو کوئی یہ کام کرے تو نہیں اس کو اللہ سے کوئی تعلق مگر اس حالت میں کہ کرنا چاہو تم

تُقٰةً ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ ۗ وَإِلَى اللّٰهِ الْمَصِيرُ ﴿۲۸﴾

ان سے بچاؤ اور اللہ تم کو ڈراتا ہے اپنے سے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے،

قُلْ إِنْ تُخْفُوا مَا فِي صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْدُوهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۗ

تو کہہ اگر تم چھپاؤ گے اپنے جی کی بات یا اسے ظاہر کرو گے جانتا ہے اس کو اللہ،

وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ

اور اس کو معلوم ہے جو کچھ کہ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور اللہ ہر چیز پر

شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۲۹﴾ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ

قادر ہے، جس دن موجود پاوے گا ہر شخص جو کچھ کی ہے اس نے نیکی اپنے

مُحْضَرًا ۛ وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ ۛ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ

سامنے اور جو کچھ کی ہے اس نے برائی آرزو کرے گا کہ مجھ میں اور اس میں پڑ جائے

أَمَدًا بَعِيدًا ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ ۗ وَاللّٰهُ رَءُوفٌ

فرق دور کا اور اللہ ڈراتا ہے تم کو اپنے سے اور اللہ بہت مہربان ہے

منزل ۱

ع ۱۱

بِالْعِبَادِ ﴿۳۰﴾ ع

بندوں پر

خلاصۂ تفسیر

ربطِ آیات مذکور الصدر آیات میں مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ کافروں کو دوست نہ بنائیں اور اس ہدایت کی مخالفت کرنے والوں کے لئے سخت وعید ہے کہ جو ان کو دوست بنائے گا، اس کا اللہ تعالیٰ سے دوستی و محبت کا علاقہ قطع ہو جائے گا، کافروں سے باطنی اور دلی دوستی تو مطلقاً حرام ہے، اور ظاہری دوستی معاملات کے درجہ میں اگرچہ جائز ہے، مگر بلا ضرورت وہ بھی پسند نہیں۔

مختصر تفسیر ان آیات کی یہ ہے:

مسلمانوں کو چاہئے کہ (ظاہراً یا باطناً) کفار کو دوست نہ بناویں مسلمانوں (کی دوستی) سے تجاوز کرکے (یہ تجاوز دو صورت سے ہوتا ہے، ایک یہ کہ مسلمانوں سے بالکل دوستی نہ رکھیں، دوسرے یہ کہ مسلمانوں کے ساتھ بھی دوستی ہو اور کفار کے ساتھ بھی دونوں صورتیں ممانعت میں داخل ہیں) اور جو شخص ایسا (کام) کرے گا سو وہ اللہ کے ساتھ دوستی رکھنے کے کسی شمار میں نہیں (کیونکہ جن دو شخصوں میں باہم عداوت ہو ایک سے دوستی کرکے دوسرے سے دوستی کا دعویٰ قابلِ اعتماد نہیں ہو سکتا) مگر ایسی صورت میں (ظاہری دوستی کی اجازت ہے) کہ تم اس سے کسی قسم کا (قوی) اندیشہ رکھتے ہو (وہاں دفع ضرر کی ضرورت ہے) اور اللہ تعالیٰ تم کو اپنی ذات (عظیم الشان) سے ڈراتا ہے (کہ اس کی ذات سے ڈر کر احکام کی مخالفت مت کرو) اور خدا ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (اس وقت کی سزا کا خوف کرنا ضرور ہے) آپ (ان سے) فرما دیجئے کہ اگر تم (دل ہی دل میں) پوشیدہ رکھو گے اپنا ما فی الضمیر یا اس کو (زبان و جوارح سے) ظاہر کرو گے اللہ تعالیٰ اس کو (ہر حال میں) جانتے ہیں اور (اسی کی کیا تخصیص ہے) وہ تو سب کچھ جانتے ہیں جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین میں ہے (کوئی چیز ان سے مخفی نہیں) اور (علم کے ساتھ) اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت بھی کامل رکھتے ہیں (سو اگر تم کسی امر قبیح کا ارتکاب کرو گے خواہ ظاہراً یا باطناً تو وہ تم کو سزا دے سکتے ہیں) (جس روز (ایسا ہوگا) کہ ہر شخص اپنے اچھے کئے ہوئے کاموں کو سامنے لایا ہوا پائے گا، اور اپنے برے کئے ہوئے کاموں کو بھی پائے گا اس روز) اس بات کی تمنا کرے گا کہ کیا خوب ہوتا جو اس شخص کے اور اس روز کے درمیان دور دراز کی مسافت (حائل) ہوتی (تا کہ اپنے اعمالِ بد کا معائنہ نہ کرنا پڑتا) اور (تم سے پھر مکرر کہا جاتا ہے کہ) خدا تعالیٰ تم کو اپنی ذات (عظیم الشان)

۴

سے ڈراتے ہیں (اور یہ ڈرانا اس وجہ سے ہے کہ) اللہ تعالیٰ نہایت مہربان ہیں (اپنے) بندوں (کے حال) پر (اس مہربانی سے یوں چاہتے ہیں کہ یہ سزائے آخرت سے بچے رہیں، اور بچنے کا طریقہ ہے اعمالِ بد کا ترک کرنا، اور ترک کرنا عادةً بدون ڈرانے کے ہوتا نہیں، اس لئے ڈراتے ہیں، پس یہ ڈرانا عین شفقت و رحمت ہے)

معارف و مسائل

اس مضمون کی آیات قرآن کریم میں جا بجا مختلف عنوانات کے ساتھ بکثرت آئی ہیں، سورۂ ممتحنہ میں ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ

یعنی اے ایمان والو! میرے دشمن اور اپنے دشمن یعنی کافر کو دوست نہ بناؤ کہ تم ان کو پیغام بھیجو دوستی کے۔

پھر اس کے آخر میں فرمایا:

وَمَن يَفْعَلْهُ مِنكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ

جس شخص نے ان سے دوستی کی تو وہ سیدھے راستے سے گمراہ ہو گیا۔

اور دوسری جگہ میں ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۘ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ۗ (۵ : ۵۱)

یعنی اے ایمان والو یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، کیونکہ وہ آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں (مسلمانوں سے ان کو کوئی دوستی اور ہمدردی نہیں) تو جو اُن سے دوستی کرے گا وہ انہی میں شمار ہوگا۔

اور سورۂ مجادلہ میں ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ (۵۸ : ۲۲)

یعنی آپ نہ پائیں گے کسی قوم کو جو یقین رکھتے ہوں اللہ پر اور آخرت کے دن پر کہ دوستی کریں ایسے لوگوں سے جو مخالف ہیں اللہ کے اور اس کے رسول کے خواہ وہ اپنے باپ دادا ہی ہوں، یا اپنی اولاد یا اپنے بھائی یا اپنے خاندان والے۔